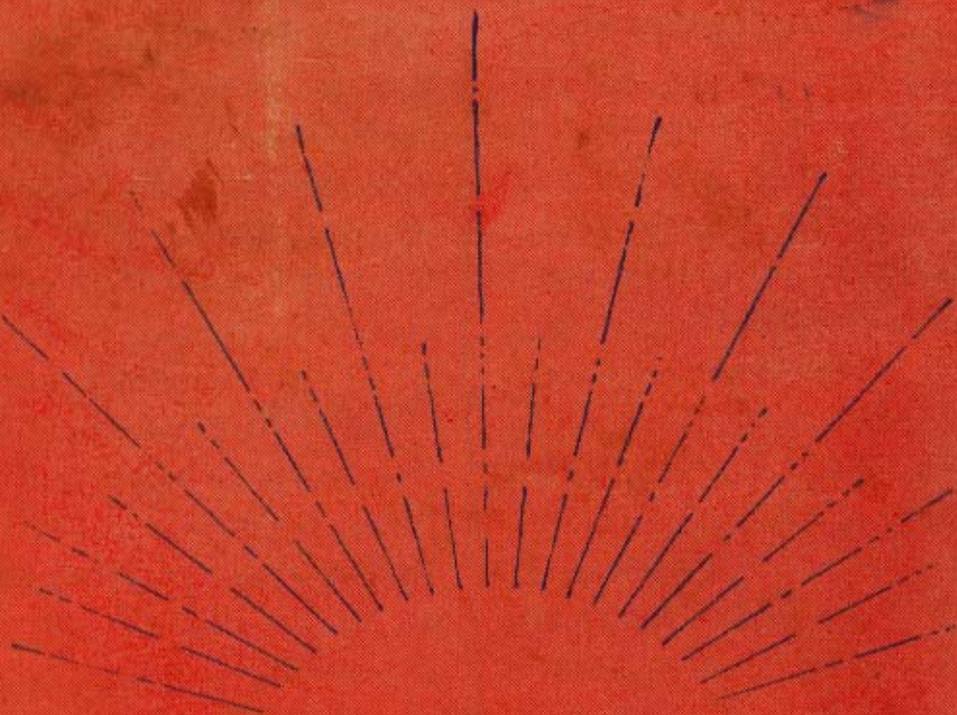


خواجه سروال الحنفی زین العابدین

ماهنامه
بزرگی دیوبند



مترجم: نام عثمانی وزیر افضل عثمانی (فاضلین دیوبند)

چند خاص الخاص کتابیں

اشتراکیت دس کی تجربہ گاہ میں

اصول و نظریات کی اہل علم و ادب کی ایک نئی اور دلچسپ اور جامع کتاب ہے۔ لیکن بعض لوگ اصول و نظریات کو چھوڑ کر صرف واقعات سے بحث کرتے ہیں اور وہی پروپیگنڈہ بروں میں جس اشتراکیت کا ڈھنڈورہ مچاتا ہے اسے دلیل بنا کر اشتراکیت کی خوبیاں گونانے میں لیتے لوگوں کے لئے یہ کتاب نہایت ضروری اور مفید ہے۔ اس میں روس کے اشتراکیت کے معاشی و معاشرتی حالات کو خود اشتراکی مصنفوں نے لکھا ہے اور مشاہدین کی تحریر و تقریر کی روشنی میں نہایت مدلل اور واضح طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اس کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے خصوصاً اور ہر اس شخص کے لئے عموماً جو اشتراکیت کے عملی نتائج جاننے کا خواہش مند ہے۔ نہایت ضروری اور مفید ہے۔ قیمت مجلد تین روپے۔

محمد بن عبد الوہاب

از مولانا مسعود عالم ندوی
بارہویں صدی ہجری کے مشہور مصلح و شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب نجدی کی سیرت اور دعوت پر علمی و تحقیقی تصنیف جس میں مشرق مغرب کے تمام مآخذ پوری طسوج کھنگال کر غلط فہمیوں اور غلط بیانیوں کی حقیقت واضح کی گئی ہے۔ نہ صرف کتابوں کے حوالے ہر شے ہیں بلکہ ان کتابوں کی علمی و تاریخی پوزیشن اور مقام کو بھی تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔ کتاب کی ثقافت و اہمیت کے لئے فاضل مصنف کا نام ہی کافی ہے۔

قیمت دو روپے آٹھ آنے
اس پتے سے طلب فرمائیے۔

اسلام کا نظام حکومت

یعنی اسلام کی ریاست عامہ کا مکمل دستور اساسی اور اہل علم و ادب کی ایک نئی اور دلچسپ اور جامع کتاب ہے۔ لیکن بعض لوگ اصول و نظریات کو چھوڑ کر صرف واقعات سے بحث کرتے ہیں اور وہی پروپیگنڈہ بروں میں جس اشتراکیت کا ڈھنڈورہ مچاتا ہے اسے دلیل بنا کر اشتراکیت کی خوبیاں گونانے میں لیتے لوگوں کے لئے یہ کتاب نہایت ضروری اور مفید ہے۔ اس میں روس کے اشتراکیت کے معاشی و معاشرتی حالات کو خود اشتراکی مصنفوں نے لکھا ہے اور مشاہدین کی تحریر و تقریر کی روشنی میں نہایت مدلل اور واضح طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اس کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے خصوصاً اور ہر اس شخص کے لئے عموماً جو اشتراکیت کے عملی نتائج جاننے کا خواہش مند ہے۔ نہایت ضروری اور مفید ہے۔ قیمت مجلد تین روپے۔

عہد نبوی میں نظام حکمرانی

اپنے موضوع کی بالکل ادا کھی چیز ہے۔ فہرست کے چند عنوانات ملاحظہ ہوں۔ عہد نبوی کا نظام تعلیم، آنحضرت اور جوانی وغیرہ۔ تحریر کی بنیاد محض سیرت و عقائد اور خیال آرائی نہیں بلکہ چیز کو حوس تاریخی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔ تقریباً پانچ سائزبانوں کے حوالوں سے کتاب مزین ہے۔ یقیناً یہ کتاب آپ کے دینی و علمی مطالعہ کی ایک نئی بہانہ چیز ہے۔ قیمت مجلد چھ روپے اور ڈسٹ کوڈ نمبر

سراپے رسول

امید ہے کہ نام سے ظاہر ہے اس مقدس کتاب میں آنحضرت کی ذات گرامی کے تمام ہی گوشوں کو مستحضر رہا ہے اور دلائل سے سامنے لایا گیا ہے۔ اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا۔ سونا جانا۔ بولنا۔ مسکرا نا۔ معاملات۔ اخلاق۔ عادات۔ مرغوبات۔ قلید۔ غرض آنحضرت کا تمام سراپا الفاظ کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ پیش نفاذ سید ابوالاعلیٰ مودودی کا ہے۔

مکتبہ تجلی دیوبند ضلع سہارنپور (دو۔ پی)

حضرت مامر عثمانی کا شاہ نامہ اسلام (جدید) مجلد پانچویں میں طلب فرمائیے۔ آنحضرت کے وصال اور خلافت راشدہ کے مآثر و معجزات

کتاب الوصیت (اردو)

مولف ۱۹۵۷ء - ۱۱۱ عظیم البصیغہ
رحمۃ اللہ علیہ بعض اہم اصول و
عقائد کی تشریح - زبان عام فہم سلیس صفحات ۱۱۱ قیمت ایک روپیہ۔

حیات المسلمین (اردو)

عظیم الامت حضرت مولانا اشرف علی
تھانوی نے اس کتاب میں ایسی اہم دینی چیزیں
شامل کی ہیں جن کو اختیار کر کے مسلمان کی زندگی صحیح منصف میں اسلامی
زندگی ہو جاتی ہے۔ جو اہم اصول و عقائد اور اعمال و عبادات مختلف
مذہبوں کی کتابوں میں بکھرے ہوئے ہیں۔ انکو یکجا کر کے ہر شخص کے لئے تکمیل
عقائد اور تکمیل عبادت کی شکل راہ آسان کر دی ہے۔ مجلد سوم خوبصورت
ڈسٹ کور۔ قیمت ایک روپیہ بارہ آنے ۲۴

مضامین للناسیہ لیمان ندوی

۳۹۲ صفحات پرتل مولانا
سید سلیمان ندوی کے
خاص الخاص اور حرکت الآرا مضامین کا مجموعہ پہلی فرصت میں مطالعہ کی
چیز ہے۔ میں اعلیٰ درجہ کے معلومات لبریز مضامین۔ گویا میں قلمی موتی
ایک شے میں بہرہ دیتے گئے ہیں۔ قیمت چار روپے (مجلد پانچ روپے)

اعجاز القرآن

مرکز الآراء تصنیف اہل علم جانتے ہیں کہ علامہ
موصوف بحر العلوم ہونیکے ساتھ ساتھ قلم کے بھی بادشاہ تھے۔ انداز زبان
عام فہم دلپذیر اور دلچسپ لائن استدلال بکمال، غرض آپ کی تحریریں دیکھنے
کے قابل ہیں۔ دشمنان اسلام نے قرآن کے اعجاز پر جو اعتراضات کئے
ہیں انکے دندان شکن جوابات اعجاز القرآن میں ملاحظہ فرمائیے۔ ہدیہ ۱۲۰
آداب النبی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق،
شہاں اور علیہ قرینت و معجزات وغیرہ اختصار و سلامت کے ساتھ
جمع کئے گئے ہیں۔ ہدیہ صرف دس آنے ۱۰

اسلام کا نظریہ عقیدت و عصمت

اسلام نے کس کس نوعی سو
عقیدت و عصمت کی حفاظت
کی ہے۔ اس موضوع پر یہ لاجواب کتاب ہے موجودہ دور بد اخلاقی
میں یہ بڑے کام کی چیز ہے۔ جسے عمدہ طباعت و کتابت کے ساتھ شائع
کیا گیا ہے قیمت چار روپے (مجلد پانچ روپے)

لا جواب اردو عربی و دشمنی

اصباح اللغات عربی مقبول عام
داکٹرنری کے نوائے جناب
ابو الغضل عبد الحفیظ صاحب مدد اللہ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں۔
آپ نے ترجمہ کرنے والوں اور دیگر شائقین کی آسانی کیلئے اسے ایک
ایسی داکٹرنری تیار کر کے شائع کی ہے جس میں کسی بھی اردو لفظ کا عربی
ترجمہ نہایت آسانی سے دیکھا جاسکتا ہے۔ اس طرح کی داکٹرنری نئی زبان
کے پیش نایاب بھی اور حقیقت یہ ہے کہ فاضل مولانا نے ایک نئے ہیئت
کی کو بروقت پورا کیا ہے۔ دوسری زبانوں کے جو الفاظ اردو میں اصل
نہیں تھے۔ مگر پڑھی بچھٹ۔ ریل وغیرہ انکو بھی خصوصیت اور توجہ سے شامل
کتاب کیا ہے۔ لکھائی چھپائی پاکیزہ۔ کاغذ عمدہ۔ مجلد معزز و مشکور۔ چھ روپے

اشاعت اسلام

مرکز الآراء تصنیف بڑے بڑے حضرات مثلاً مولانا شاہ انور صاحب کاشمیری
مولانا حسین احمد صاحبی، مظہر اور مولانا فتح علی صاحب قبلہ، مولانا
دیوبند وغیرہم سے دریافتیں حاصل کر چکی ہے۔ اسلام کس طرح چھپا؟ اس
سوال کا تفصیلی اور مفقائد جواب تالیف و تیسرا اور عقل و نقل کی شہادتوں
کے ساتھ شایع کسی کتاب میں اتنی تفصیل و تحقیق سے دیا گیا ہو مفید
ہونیکے ساتھ دلچسپ اس قدر ہے کہ ایک دفعہ شروع کر کے ختم نہ کریں
رہا جاسکتا۔ نیا ایڈیشن عمدہ لکھائی چھپائی اور دلکش ناسل کے ساتھ
قیمت چھ روپے (مجلد سات روپے)

شہادۃ العلیل

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی مرکز الآراء
تصنیف العقول العلیل نے سواہ امین لکھنؤ اردو ترجمہ
شاہ صاحب رحمۃ اللہ نے اس کتاب میں ذکر وصیعت کے مالمہ دیا علیہ پر
مفصل کلام کیا ہے۔ بلاشبہ وصیعت ذکر کا موضوع نہایت اہم ہے۔
اور اس باب میں بہت افرطہ و تقریط جمل رہی ہے۔ "سواہ استیبل"
کا مطالعہ صحیح تجربہ پر پختہ کیلئے نہایت مفید ہوگا۔ صفحات ۱۲ قیمت ۴ روپے

تہسیل قصید السبیل (کراں)

تصرف کے موضوع پر مولانا اشرف
علی کے عجیب اقادات۔
بیعت ارشاد کی ہر ایک سلسلہ کیلئے پہلا ذمہ پیر کمال کی بیجان طریقت و
شریعت کی بخت ضروری ہدایات و خود اصل۔ آداب حقوق قیمت ۸ روپے

مکتبہ تجلی دیوبند (دیوبند)

مصباح اللغات

اردو عربی لغت کی ایک عظیم الشان کتاب۔ پچاس ہزار سے زائد عربی الفاظ کی اردو تفسیر ہے۔ یہ عظیم الشان عربی اردو لغت اپنی خصوصیتوں کے لحاظ سے بے مثال ہے۔ جہاں تک عربی سے اردو میں لغات کے ترمیم اور تشریح کا تعلق ہے۔ آج تک اس درجہ کی کوئی دیکھنی وجود میں نہیں آئی۔ ساٹھ سال کی عسرتی ریزی اور کوششوں کے بعد لٹری قطعے کے ایک ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل عظیم القدر لغت اصحاب ذوق کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

اللہ جمہ۔ بی لغت کی جدید کتابوں میں اس وقت سب سے زیادہ جامع اور دلپذیر سمجھی جاتی ہے۔ مصباح اللغات میں نہ صرف اس کتاب کا پورا اعتراف کیا گیا ہے۔ بلکہ اس کی ترتیب میں عربی لغت کی بہت سی دوسری بلند پایہ اور عظیم کتابوں سے اخذ و استنباط کی تمام صلاحیتوں کو کام میں لاکر مددی لگی ہے۔ جیسے قاموس۔ معجم العروس۔ اقربا۔ موارد و جمرة اللغہ۔ نہایہ ابن اثیر۔ معجم البہار۔ مفردات امام راغب۔ کتاب الافعال۔ منہجی الارب۔ صریح وغیرہ۔ مصباح اللغات علماء طلباء عربی سے لے کر لکھنے والے انگریزی دان اور خواص ترکیبے لے کر ہر صنف کے۔ چلنے والے اور مضبوط معرکہ پرش۔ قیمت سولہ روپے۔

الفاروق

مصنف ۱۹۰۸ء۔ مولانا شبلی علیہ الرحمۃ۔ حضرت عمر فاروقؓ کی سیرت، حالات اور کارناموں پر مشتمل یہ کتاب اہل علم میں کافی شہرت قبول ہوئی وہ مختلف زبان نہیں حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے اس قاری عظیم اور بطل جلیل کی زندگی اور دور خلافت کی تفصیل القاسم شوق سے زیادہ اور کسی اردو کتاب میں نہیں ملتی۔ نہ صرف آپ کی سیرت اور اطلاق و فضائل کا بیان ہے۔ بلکہ آپ کے عمل گاتے ہوتے عہد خلافت کے حیرت انگیز واقعات، آپ کی علمی قانونی اور تمدنی کارنامے اور جنگی معرکوں کی شرح تفصیلیں شامل کتاب میں۔ بعض فقہانے بھی شامل کتاب میں۔ اسلامی تاریخ کے سب سے ندرین دور کی معجز تاریخ جانتے کیلئے "الفاروق" اپنی قسم کی واحد تصنیف ہے۔ ناٹاڈیشن مجلہ مع ڈسکور۔ قیمت چھ روپے۔

قصص القرآن

ایک عظیم الشان مذہبی اور علمی ذخیرہ اردو زبان میں

حصہ اول: حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت یونسؑ اور ابراہیمؑ تک تمام پیغمبروں کے مکمل حالات و واقعات۔ قیمت چھ روپے۔
 حصہ دوم: حضرت یوشع علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام پیغمبروں کی مکمل سوانح حیات اور دعوت حق کی حقیقت تشریح و تفسیر۔ قیمت تین روپے۔

حصہ سوم: اصحاب الکہف، دارالرقم، اصحاب القریہ، اصحاب بیت اصحاب ارس، بیت المقدس اور بیہودا، اصحاب الاخدود، اصحاب الفضل، اصحاب الجحیم، ذوالقرنین اور سید سکندرؑ، سبا اور یثرب و غیرہ۔
 قصص القرآن کی مکمل و حقیقت تفسیر۔ قیمت پانچ روپے۔
 حصہ چہارم: حضرت عیسیٰ اور حضرت خاتم الانبیاء علیہ السلام کے مفصل حالات۔ قیمت چھ روپے آٹھ آنے مکمل سید غیر مجلد میں پانچ روپے آٹھ آنے ہر حصہ الگ لگ بھی طلب کیا جا سکتا ہے۔

ترجمان السنہ

ارشاد انت نبوی کا جامع و مستند ذخیرہ اردو زبان میں

جلد اول: اردو میں آج تک حادثات کے چند مختصر اور ناقص ترجمے کے سوا کوئی بہتم بالشان کارنامہ انجام نہیں دیا گیا۔ یہ پہلا موقع ہے کہ ترجمان السنہ کے نام سے خدمت حدیث کا عظیم الشان سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ حدیث کی اصل عبارت مع اعراب و ساتھ میں عام فہم ترجمہ اور شرحی نوٹ شروع میں ایک مبسوط مقدمہ جس میں ارشاد انت نبوی کی اہمیت اور احادیث کو مراتب و درجہ پر بہترین بحث کے علاوہ تدوین حدیث کی تاریخ اور مقام رسالت و نبوت اور دیگر اہم ترین عنوانات پر تفصیلی کلام کیا گیا ہے۔ بعض شہور ائمہ حدیث اور اکابر اہمیت کے حالات بھی شامل کئے گئے ہیں۔ پورے دس بڑے (مجلد بارہ روپے) جلد دوم: خلافت، فضائل، فضائل، (ترجمان السنہ) کو مجبوراً مختلف جلدوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ چنانچہ جلد ثانی کتاب الایمان والا سلام کے تمام اہم ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلی جلد کی سب خوبیاں اس میں موجود ہیں۔ حدیث نو روپے (مجلد گیارہ روپے) مکمل ہر حصہ غیر مجلد نہیں ہوئے۔ (مجلد تیس روپے)

مکتبہ تجلی دیوبند۔ ضلع سہارنپور (دیوبند)

ہشتی زبور کی قیمت میں زبور و سنت رعایت

اب تک جو ہشتی زبور غیر مجلد بند رکھا دیا جا رہا تھا، اب وہ بارہ کا دیا جائیگا، جلد دو جلد نہیں بند رہے، جو لوگ بغیر حاشیے اور بلا اضافات کا چاہا ہیں انھیں اشرقی، ہشتی زبور غیر مجلد ساڑھے سات اور جلد نو روپے کے کامل مکتبہ ہے۔ اس اعلان رعایت سے فوری فائدہ اٹھائیے۔

قرآن

بلا ترجمہ

شاندار عکسی، ہر صفحے پر خوش نما سیل، حروف کلمے کلمے روشن، کاغذ سفید، ٹائپ لکھنؤ، حرکات نہایت عمدگی سے دیے گئے، صحت میں تغیر، چھپائی میں اعلیٰ، جلد کرشم، ہدیہ نو روپے

قرآن، بہت عمدے حروف کا بہت بڑا سا نثر

دو ترجمہ والا

علیم الاقمت مولانا اشرف علی اور شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کے یکجا تراجم اور تفسیری حاشیے کا قرآن بہت عمدے سا نثر میں جلی قلم سے سفید عمدہ کاغذ اور روشن کھپائی کے ساتھ چھپ گیا جو ہدیہ مسند کرشم چھپیس روپے، جلد اعلیٰ پختہ انتیس روپے

قرآن

عمدے حروف والا

نمونہ
إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

موتی نگاہ والوں کے لئے یہ نمایاں حروف اور واضح حرکات والا قرآن کافی وقت اٹھا کر پاکستان سے مل گیا ہے یہ وہی ہے جس کا اعلان کچھ عرصہ پہلے جاری تھا اور بعد میں ختم ہو گیا باعث آرزوؤں کی تعبیل نہ ہو سکی تھی۔

عمدے مسند کرشم نو روپے دیہی چیز اعلیٰ سفید والا تھا کاغذ پر عمدہ گیارہ روپے کی ہے آرزو میں قیمت لکھ کر اپنی مطلوب قسم کو واضح منسوخ کریں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہر انگریزی مہینے کے پہلے، مقررہ شائع ہوتا ہے
عام سالانہ قیمت پانچ روپے۔ فی پرچہ پات آئے

شمارہ ۳

جلد ۶



مغزین سے سالانہ چندہ حسب استطاعت
(غیر مالک کے سالانہ چندہ ۲۰ شلنگ شکل پوسٹل آرڈر)

بابت ماہ مئی ۱۹۵۵ء

صفحہ	صاحب مضمون	مضمون	نمبر شمار
۴	ادارہ	آغاز سخن	۱
۶	جناب مولانا منظور نعمانی	معارف الیث	۲
۱۰	جناب تلج الدین رام نگری	تفسیر مدینہ (نظم)	۳
۱۱	ادارہ	تجلی کی ڈاک	۴
۲۱	جناب عبدالرشید خاں	مسلمان اور اخلاق	۵
۲۴	میر گلشن ابن العرب بکی	مسجد سے جیتنے تک	۶
۳۲	جناب سسر ہیرامی	ظہور ہمدی اور غلام احمد قادیانی	۷
۴۱	جناب صلاح الدین احمد ندوی	حضرت ابو ایوب انصاری	۸
۴۶	جناب بشیر کاسنگوی	بکھرے ہوئے ہوتی	۹
۴۷	مختلف شعراء	منظومات	۱۰
۴۸	ادارہ	کھربے کھوٹے	۱۱

پاکستان کالج، جناب شیخ سلیم اللہ صاحب
۲۰۷/۵ ناظم آباد کراچی (پاکستان)

ترتیب نمبر ۱۱۵
عام عثمانی وزیر افضل عثمانی

ترسیل ذرا اور خط و کتابت کا پتہ
دو قریبی دیوبند ضلع سہارنپور (دیوبند)

عام عثمانی پرنٹرز پشاور نے "عجوب المصاحف پریس" دہلی سے چھپوا کر اپنے دفتر تجلی دیوبند سے شائع کیا۔

تصویر میں

یہ جنت مدینہ یہ نور کا خزینہ
عشر خدا کا زمین
یا حنا تم زمیں کا تابندہ تر گینہ
یہ حبلوہ زار ہستی
یہ پر ہسار ہستی
کیف آفریں فضائیں عنبر فشاں ہوئیں
روح و دماغ و دل کو
بخود ہنار ہی ہیں
آنکھوں میں کھپ چکی ہیں دل میں سمار ہی ہیں
ہر ذرہ ہے یہاں کا
نور شیدا سہاں کا
پوچھو نہ شانِ طیبہ کیا ہو بیانِ طیبہ
ہے آستانِ طیبہ صد رشک طوہر سینا
یہ جنت مدینہ
یہ نور کا خزینہ
یہ نور بیزہ جالی یہ حبلوہ ریزہ جالی
کیا جذب آفریں ہے
کیونکہ اسے سنبھالوں قابو میں دل نہیں ہے
یہ نور فشر و ش منظر
یہ نور پر شش منظر
قلب و نظر میں روشن شہ پارہا ہے اکین
ان جالیوں کے اندر
سویا ہوا ہے کوئی

تاج الدین احمد رائے

انرا ذات حق میں کھویا ہوا ہے کوئی
سلطان دوسرا ہے
محبوب کبریا ہے
کوئین کا احبالا اک کالی کسلی والا
سائے جہاں سے بالا یہ حسن خمیہ جالی
یہ نور بیزہ جالی
یہ حبلوہ ریزہ جالی
یہ سبب مہر گنبد یہ خواب گاہ احمد
کس درجہ و کبریا ہے
کتنا حسین دکش کس درجہ جانفزا ہے
رحمت کی بارشیں ہیں
حق کی نوازشیں ہیں
اس خطبہ زمیں پر اس جنت بریں پر
اس روضہ حسین پر
جلوسے رسم رہے ہیں
کیا دل کشا مناظر آنکھوں میں بس ہو جلیں
شاداب ہیں نگاہیں
سیراب ہیں دنگاہیں
اللہ ہے یہ نظارہ کون دکھاں سے پیارا
ہے کس قدر ولی آما یہ مصطفیٰ کا مرتد
یہ خواب گاہ احمد
یہ سبب مہر گنبد

(از عامر عثمانی)

آغازِ سخن

مذہبی صحافت کا کوئی اونچا مینار تعمیر کر دکھایا ہے۔ بلکہ حقیقتاً ہم بحیثیت ایڈیٹر اپنی ہیبت سی کوتاہیوں پر شہسہ مندہ و متاسف ہیں اور خدا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اتنے وسائل عطا فرمائے کہ ہم اپنی حقیر خدمات کے اثرات کو مفید سے مفید تر بنانے کے لیے مزید صحافتی حسن ادارتی نفاست اور صورت و سیرت کی دیگر خوبیوں کا حصول کر سکیں۔

اس کے باوجود یہ حقیقت ہم آپ کو پھر ایک بار یاد دلائیے کہ دورِ حاضر میں تجلی جیسے دینی پیرے کو پابندی و قنوت کے ساتھ شائع کرتے رہنا اور اس کے انفرادی خدوخال میں کوئی نمایاں فرق نہ ہونے دینا بھی کچھ کم قابلِ شکر نہیں ہے۔ مومنوں کا تہرہ و ستم کچھ ان سے پرچتے جو طوقاً لوگوں کے پیڑے دکھائے ہیں۔ اہل مسائل ان کی پریشانیوں اور کلفتوں کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہمارے جذبہ خدمت کی نشاندہی کریں اور یہ پتھر و کتاب چراغ۔۔۔ یہ آپ کا تجلی حسب دستور زندہ ہے۔ اور ذہن و دماغ کے ہزاروں تھکدے آذان کی بازگشت سے محروم نہ ہو جائیں تو آپ بھی عملاً ہمارا ہاتھ بنا لیتے۔ آپ کے ہم بڑی قربانی بڑا جابوہ بڑا اندازہ نہیں مانگتے۔ بلکہ صرف اتنا چاہتے ہیں کہ آپ اپنے حلقہ تعلق میں تجلی کے لیے ایک دو چار جتنے ممکن ہوں سے خرید اور بنانے کی کوشش فرمائیں۔ فرداً فرداً ہر ایک کے لیے یہ کام کوئی مشکل نہیں اور تجربہ میں ہمیں اس سے بہت بڑی مدد مل سکتی ہے۔ آپ کا اندہی رحمان اور دینی احساس تو اس سے ظاہر ہے کہ آپ تجلی کے خریدار ہیں۔ یقین ہے کہ آپ کے حلقہ تعلق میں دو چار ایسی ہستیاں ضرور ہوں گی جو خدا اور رسول سے س رکھتی ہوں آپ اگر خلوص نیت کے ساتھ ان پر تجلی کی صحیح پوزیشن واضح کر کے سال بھر کیلئے صرف پانچ روپے کی گزارش کریں تو بعد نہیں کہ شرف قبول حاصل ہو

قبلاً الحاج مولانا مطلوب الرحمن عثمانی کے حادثہ کا حال ناظرین انہیں صفحات میں پڑھ چکے ہیں۔ کوئی شک نہیں کہ ایسے جانگاہ حادثہ سے زندہ بچ نکلنا اللہ کا خاص فضل اور عظیم مخلصی کی ہیتم دعاؤں کا ثمرہ ہے۔ لیکن خطرہ کی حدود سے نکل جانے کے بعد بھی ہنوز ضعف و نقاہت کا یہ عالم ہے کہ چند قدم چلنا اور اٹھنا بیٹھا تک دو بھر ہے۔ ساری زندگی ان کی سفارش میں ہی گذری ہے اور صد ہا متوسلین کے مجمع میں بیٹھ کر خدا اور رسول کے اذکار ہی ان کا محبوب مشغلہ حیات رہے ہیں۔ اب اپنی موجودہ حالت میں سفر کے بالکل ناقابل ہو کر خلوت گدہ میں زندگی گزارنا ان کے لیے ذہنی درد عانی اعتبار سے جس درجہ اذیت دہ ہو سکتا ہے اس کا اندازہ کچھ ہی لوگ کر سکتے ہیں جو آزاد ضمنا میں پرواز کرنے کے عادی ہوں اور یکایک انہیں کسی چٹاوی پوری میں بچوس کر دیا جائے۔

متوسلین کی ہیبت کافی تعداد کے باوجود آپ خطوط کے جوابات ہمیشہ خود ہی دینے کے عادی تھے ہیں۔ لیکن موجودہ حالت ضعف نے اس سے بھی عاری کر دیا اور مجبوراً یہ کام ہمارا محترم زہیر افضل صاحب انجام لے رہے ہیں۔

یہ طور ہمارے ہیبت سے ناظرین کے لیے غیر متعلق اور غیر ضروری ہوں گی۔ مگر تہذیب کے صد ہا مخلصین کا اصرار ہے کہ تجلی میں ہم برابر ہونا کی کیفیت مزاج شائع کرتے رہیں۔ لہذا اس اصرار کی تعمیل میں ادھر کی سطریں لکھ دی ہیں اور امید کرتے ہیں کہ چند روزہ لوگ جو مولانا سے معمولی تعلق رکھتے ہیں بلکہ تجلی کے ساتھ ہی ناظرین دہلے فلاح و عافیت فرمائیں گے۔

کہ تجلی کے متعلق یہ تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ تجلی نے اپنی پانچ پچھتی کے متعلق کچھ سال کی زندگی میں خدمت دین اور

خریدار ضرور چھتیا کریں گے تو خدا کے فضل سے اسد سے کہ مجموعی طور پر ادارہ تجلی کو متحدہ ہدایتی امداد حاصل ہو جائے گی۔
تعداد نوا علی السبوا للتقویٰ دکان تعداد نوا اعمالیہ
والعدا لان -

تجلی اگر واقعی آپ کی نظر میں دینی اعتبار سے ملت کے لئے مفید ہے تو اس کی توسیع اشاعت کی کوشش بجائے خود باعثِ ثواب ہے۔ کامیابی اور ناکامی دونوں ہی صورتوں میں آپ کی جدوجہد کا ثواب کہیں نہیں جائے گا۔
اگر آپ تہیتہ کر لیں کہ ایک ہسینہ میں تجلی کے لئے کم سے کم دو

اگر اس دائرہ میں ○ مہرِ نشان ہے تو سمجھ لیجئے
اس پر چہرہ پر آپ کی خریداری ختم ہے۔ یا تو آپ منی آرڈر سے
سالانہ قیمت بھیجیں یا دوسری پی کی اجازت دیں۔ یا اگر آئندہ خریداری نہ کرنی
ہو تب بھی اطلاع دیں۔
غاموشی کی صورت میں ہم اگلا پر چہرہ دوسری پی سے بھیجیں گے
جسے وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرسض ہوگا۔
منہجہ

رمضان المبارک کی تقسیم میں

اعلان رعایت

مژدہ ہو کہ تجلی میں جن قسم انوں کے اشتہار جیسے جیسے ہیں ان میں سے
آپ کو فی ساجھی منگائیں۔ مشہورہ قیمت سے دو روپے
کم میں بھیجا جائے گا۔ یہ رعایت
ہر اس خریدار کیلئے ہے جس نے
آخری روئے تک اپنا آرڈر
سیرڈاک کر دیا
اس زرد میں موقع سے منافع اخلائیے
منہجہ مکتبہ تجلی ح یو بندا (یو پی)

از مولانا منظور نعمانی

معارفِ احیاءِ حیات

سُبْحَانَكَ وَيُحْمِلُهُ الْكَلْبُ يَا أَيُّهَا الرَّحْمَنُ الْوَالِدُ الْحَقِيقُ (انبیاء) اس قسم کی حدیثوں کی پوری حقیقت اسی وقت کھلے گی جب یہ سب باتیں عملی طور پر سنے آئیں گی۔ اس دنیا میں تو ہمارا علم وادراک اتنا ناقص ہے کہ بہت سے ان واقعات کو صحیح طور پر سمجھنے سے بھی ہم ناامید رہتے ہیں۔ جن کی خبریں ہم اخباروں میں پڑھتے ہیں مگر اس قسم کے واقعات کا کبھی ہم نے تجربہ اور مشاہدہ کیا ہوا نہیں ہوتا۔

صَدَقَ سَرَابٌ غَيْرُ رَجُلٍ — وَمَا أُذِنْتُ مِنْ الْعُلَمَاءِ إِلَّا قَلِيلًا ۝

حدیثوں میں آخرت کی چیزوں کا **موضوع کوثر، صراط اور میزان** کا نام کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے ان میں سے یہ تین چیزیں بھی ہیں۔ ایک موضوع کوثر۔ دوسری صراط اور تیسری میزان۔

پھر کوثر کو بعض احادیث میں جو جہنم کے لفظ سے ذکر کیا گیا ہے اور بعض میں نہر کے لفظ سے۔ پھر بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کوثر جنت کے اندر واقع ہے۔ اور اکثر احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا محل وقوع جنت سے باہر ہے اور اہل ایمان جنت میں جانے سے پہلے اسی عرض پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بار بار یہ ہو کر آپ کے دستِ کرم سے اس کا نہایت سفید و شفاف اور بے انتہا لذت و شیرین پانی نوش جان کریں گے۔ اور تحقیق یہ ہے کہ کوثر کا اصل مرکز ہی چشمہ جنت کے اندر ہے۔ اور جنت کے طول و عرض میں اس کی شاخیں نہروں کی شکل میں ہر طرف جاری ہیں۔ اور جس کو جویش کوثر کہا جاتا ہے۔ وہ سیکڑوں میل کے طول و عرض میں ایک نہایت حسین و جمیل تالاب ہے جو جنت سے باہر ہے۔ لیکن اس کا تعلق اسی جنت کے اندر کے

امت محمدیہ کی بہت بڑی تعداد کا حساب کے بغیر جنت میں داخلہ

(۱) عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَعَنْدَ فِي سَرَابِي أَنْ يَشُدَّ خِلَ الْجَنَّةِ مِنْ أَسْتَرِي سَبْعِينَ أَلْفًا لِحِسَابِ عَلَيْهِمْ ذَكَرْنَا أَبَ مَعَكُمْ مِنَ الْفِ مَسْبُوعُونَ أَلْفًا وَتَلَكُ حَدِيثَاتٍ مِنْ حُلِيِّاتِ مَا جَاءَ۔

(رد المحتار الترمذی از ابن ماجہ)

ترجمہ) حضرت ابوامامہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت میں سے ستر ہزار کو وہ بغیر حساب اور بغیر عذاب کے جنت میں بھیجے گا۔ اور ان میں سے ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار اور ہوں گے۔ اور تین بیسے اور میرے پروردگار کے عقبات میں سے (میری امت میں سے بغیر حساب اور بغیر عذاب کے جنت میں بھیجے جائیں گے)۔

(تفسیر بیچ) جب دونوں ہاتھ جسدِ گدھی کو کوئی چیز دی جائے تو عربی میں اس کو شہہ کہتے ہیں۔ جس کو اندوہندی میں لب بھر کے دینا کہتے ہیں۔ تو حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ستر ہزار کو بلا حساب اور بلا عذاب جنت میں داخل کرے گا۔ اور پھر ان میں سے ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہی اور اسی طرح بلا حساب عذاب جنت میں جائیں گے۔ اور ان سب کے علاوہ اللہ تعالیٰ اپنی خاص شاہین رحمت سے اس امت کی بہت بڑی تعداد کو نین دفعہ کرے اور جنت میں بھیجے گا۔ اور یہ سب وہی ہوں گے جو بغیر حساب اور بغیر عذاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔

یعنی گوشے، بالکل برابر ہیں اس کا مطلب بظاہر یہ ہے کہ وہ مربع ہے اس کا طول و عرض یکساں ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے۔ اور اس کی خوشبو مشک سے بھی بہتر ہے۔ اور اس کے کوزے آسمان کے تاروں کی طرح ہیں غالباً اس کا مطلب یہ ہے کہ آسمان کے ستارے جیسے حسین اور چمک دار ہیں۔ اور ان کی کثرت کی وجہ سے جس طرح انھیں گستاخ نہیں جا سکتا۔ اسی طرح میرے حوض کے کوزے بھی بے شمار اور حسین اور چمک دار ہیں جو اس کا پانی پیے گا وہ کبھی پیاس میں مبتلا نہیں ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

(۴) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي قَسَطُكُمْ عَلَى الْخَوْضِ مِنْ مَوْتٍ مَرَّةٍ عَلَى شَرِبٍ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَطْمَأَنَّ أَبَدًا

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ شَرِبَ مِنْ مَوْتٍ مَرَّةٍ لَمْ يَطْمَأَنَّ أَبَدًا

وَيَعْبُرُ خَوْضِي ثُمَّ يَحَالُ مِنْ بَنِي كَيْبَةَ ثُمَّ فَأَقُولُ لَمْ يَطْمَأَنَّ مَرَّةً

فَيَقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحَدٌ قَوْلًا يَدْعُكَ فَأَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ

(رواہ البخاری و مسلم)

(ترجمہ) حضرت مہل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں حوض کوثر پر تمہارا میرا سامان ہوں اور تم سے آگے جانے تمہاری پیاس کا انتظام

کرنے والا ہوں جو میرے پاس پہنچے گا وہ آب کوثر سے پیے گا اور جو اس کو پی لے گا پھر کبھی وہ پیاس میں مبتلا نہ ہوگا۔ اور ہاں کچھ لوگ جن کو میں بھی پچاؤں گا۔ اور وہ بھی مجھے پچائیں گے میری طرف آئیں گے۔ لیکن میرے اور ان کے درمیان رکاوٹ ڈال دی جائے گی اور انھیں میرے پاس آنے سے روک دیا جائے گا۔ تو میں کہوں گا کہ یہ آدمی تو میرے ہیں۔ پس مجھ کو جواب دیا جائے گا کہ تمہیں معلوم نہیں ہے کہ انھوں نے تمہارے بعد کیسا نئی نئی باتیں نکالیں اور کیا کیا رنخے ڈالے تو میں کہوں گا کہ برابری اور دوری جو ان کے لئے جنھوں نے میرے بعد دین

میں فرق ڈالا۔ اور اس کو گڑ بڑ کیا۔ (بخاری و مسلم)

(تفسیر) اس حدیث میں جن لوگوں کے متعلق خبر دی گئی ہے کہ وہ حوض کوثر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے سے روک دینے جائیں گے۔ اس کی تعیین مشکل ہے کہ یہ کون اور کس طبقے کے لوگ ہوں گے۔ اور نہ اس کا معلوم کرنا ہمارے لئے ضروری ہے۔ اس حدیث کا خاص سبب ہمارے لئے تو یہ ہے کہ اگر ہم کوثر پر حضور صلعم کی خدمت میں حاضر ہونے کے آرز مند ہیں تو مضبوطی سے اس زمین پر قائم رہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاسے لئے لائے تھے۔ اور اس میں اپنی طرف سے کوئی ایجاد اور کوئی رد و بدل نہ کریں۔

(۵) عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَوْضِي مَبْدَأُ

عَدَنَ إِلَى عَمَّانَ الْبَلْقَاءِ عِرْ

مَاءٌ كَأَشَدِّ مَيِّئًا مِنْ

الذَّبْنِ وَأَحْلَى مِنَ الْعُسْبِ

وَأَكْوَابُهُ عَدُوٌّ دَجُورٍ

السَّمَاءِ مِنْ شَرِبَ وَنَهْ شَرِبَتْ

لَمْ يَطْمَأَنَّ بَعْدَهَا أَبَدًا

أَذَلَّ النَّاسِ وَمُرْدُوٌّ قَصَاةٍ

الْمُهَلِّجِ بْنِ الشَّعْبِ سُرُوسًا

السَّيِّئِ نَبِيَّ الْبَلْقَاءِ لَا يَشْكُرُ

الْمُسْتَعْمَاتِ وَلَا يَقْتَمِرُ لِحُصْرِ الشَّدَاةِ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ

(ترجمہ) حضرت ثوبان سے روایت ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میرے حوض کی نسا (ساتھی ہے) جتنی کہ عدنان سے عَمَّان بَلْقَاءِ تک۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہاد سے زیادہ شیریں ہے۔ اور اس کے گلاس گنتی میں آسمان کے ستاروں کی طرح (بے شمار) ہیں اس کے پانی کی یہ صفت ہے کہ جو اس میں سے ایک دفعہ پی لے گا اسے اس کے بعد کبھی پیاس کی تکلیف نہیں ہوگی۔ اس حوض پر سب لوگوں سے پہلے میرے پاس پہنچنے والے نغزاء ہاجرین ہوں گے پریشان و پر آئندہ سروں والے میلے پھیلے کپڑوں والے جن کا تاج

مُتَرَان

متوجہم۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحبہ اہل علم جانتے ہیں کہ مترجم موصوف کا ترجمہ سلاست لغات ہست میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ پیش نظر ایڈیشن عمدہ و لاسی کاغذ پر چھائی زمین اور روشن کھمائی چھپائی کے ساتھ چھپا ہے۔ حاشیہ پر مفید تفسیری نوٹ۔ ہدیہ مجلد کرنا دس روپے آٹھ آنے۔

محمد علی تیرہ روپے

مکتبہ تجلی دیوبند (دیوبند)

خوش حال و خوش عیش عورتوں سے نہیں ہوسکتا۔ اور جن کے لئے دروازے نہیں کھولے جاتے (یعنی جن کو خوش آمدید نہیں کہا جاتا)۔ (اعمال ترمذی، ابن ماجہ)

(تشریح) عدنان مشہور مقام ہے۔ اور عثمان بھی شام کے علاقہ کا مشہور شہر ہے۔ بلقاء عثمان کے قریب ایک تہی تھی بطور اعتبار اور نشانی کے اس حدیث میں عثمان بلقاء کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ اس زمین میں عدنان اور بلقاء کے قریب دانے عثمان کے درمیان جتنا فاصلہ ہے، آخرت میں حوض کوثر کی مسافت اتنی ہوگی۔

اور واضح رہے کہ یہ بھی کوئی اپنی ہوتی مسافت نہیں ہے۔ کہ ٹھیک اتنے ہی میل اور اتنے ہی فرلانگ اور اتنے ہی فٹ ہوں۔ بلکہ حوض کی وسعت کو سمجھانے کے لئے عورت کے مطابق یہ ایک تقریبی بات کہی گئی ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ حوض کی مسافت سیکڑوں میل کی ہوگی۔

آخر میں فرمایا ہے کہ سب سے پہلے حوض پر پہنچنے والے اور اس سے میرا ب ہونے والے وہ خراب جہاگیرین ہوں گے جو اپنے فخر و متکدستی اور دنیا کی بے غنتی کی وجہ سے اس حال میں رہتے ہیں کہ ان کے سردوں کے بال بے سوزے نہیں ہوتے۔ بلکہ بھڑے ہوتے اور بچھے ہوتے رہتے ہیں۔ اور کپڑے بھی ان کے اچھے آبلے نہیں ہوتے، بلکہ میلے پھیلے رہتے ہیں۔ جو اگر نکال کر ناچا ہیں تو ان کی اس حالت کی وجہ سے خوش عیش اور خوش حال مگراؤں کی بیٹیاں ان کے نکاحوں میں نہ دی جائیں اور وہ اگر کسی کے گھر پر جائیں تو ان کے میلے پھیلے کپڑے اور ان کی شکل و صورت کی وجہ سے کوئی ان کے لئے اپنا دروازہ نہ کھولے اور ان کو خوش آمدید نہ کہے۔

معلوم ہو کہ اللہ کے جن بندوں کا حال یہ ہو کہ دنیا کی بے غنتی اور دنیا میں انہماک اور فکر آخرت کے غلبہ کی وجہ سے اس دنیا میں وہ خراب و متکدست ہو کر رہیں۔ نہ اپنی صورتوں سے نہ ہادوسنگار کی فکر رکھیں، نہ لباس و پوشاک کی۔ وہ اپنی خراب اور ذہنی عیش کی اس تسربانی کی وجہ سے آخرت کے انعامات میں محروم اور فاقی رہیں گے۔

ہمارے اس زمانے کے جو حضرات اس طرز عمل کو کسی غلط فہمی کی وجہ سے "تقصیف" اور "رہبانیت پسندی" اور "دین کے غلط تصور کا نتیجہ" سمجھتے ہیں چاہتے کہ وہ اس قسم کی حدیثوں پر غور کریں۔

ہر زمانہ کے کچھ امراض ہوتے ہیں جس طرح پہلے کسی زمانہ میں واقعی رہبانیت اور ترک دنیا کی غلط اور غیر اسلامی صورتوں کو اسلام کا پسندیدہ رُہ بعض حلقوں میں سمجھا اور سمجھایا جاتا تھا۔ اسی طرح ہمارے اس زمانے میں (شاید اس کے رد عمل میں) بعض حلقوں کا مستقل رجحان یہ ہے کہ اسلام کو اور اس کی تعلیمات کو اس دور

کے مادہ پرستانہ اور نفس پرستانہ تقاضوں سے زیادہ سے زیادہ ہم آہنگ کیا جائے۔ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ خُرَافًا مُّبِينًا (۶) عَنْ سَمُرَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِوَجْهِ نَبِيِّ حَوْضًا وَرِجْلَيْهِ حَوْضَانِ وَرِجْلَيْهِ حَوْضَانِ وَرِجْلَيْهِ حَوْضَانِ وَرِجْلَيْهِ حَوْضَانِ (ترجمہ) حضرت سمرہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔ آخرت میں ہر نبی کا ایک حوض ہوگا۔ اور ان کے درمیان اس پر فخر ہوگا کہ ان میں سے کس کے پاس پہلے ملے زیادہ آتے ہیں۔ اور میں تمہارا رکھتا ہوں کہ سب سے زیادہ لوگ پیو گے۔ (ترمذی)

ہوں گے)۔ (ترمذی)

(۷) عَنْ اَنَسِ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّشْفَعَنِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ اَنَا فَاعِلٌ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَاَيُّنَ اَطْلُبُكَ قَالَ اَطْلُبْنِيْ اَوَّلَ مَا اَطْلُبْنِيْ عَلَي الصَّوَابِ قُلْتُ فَاَنْ لَّمْ اَتَّفَقْ عَلَي الصَّوَابِ قَالَ فَاَطْلُبْنِيْ عِنْدَ الْمَيْزِ اِنْ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَتَّفَقْ عِنْدَ الْمَيْزِ اِنْ قَالَ فَاَطْلُبْنِيْ عِنْدَ الْخُرُوفِ فَاَيُّنَ لَا اَطْلُبُكَ هَلُوْنَا ۚ اَللّٰهُمَّ اَمُوْنَا طِيْبًا۔ (سہاح الترمذی)

(ترجمہ) حضرت انس (خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کیا تمہارے لئے روزِ آپ میری سفارش فرمائیے گا! آپ نے فرمایا کہ میں تمہارا پیو یہ کام کروں گا۔ میں نے عرض کیا تو (قیامت کے روز) میں آپ کو دعا

تصویر میں

انوار ذات حق میں کھوا ہوا ہے کوئی
سلطان دوسرے
غیوب کبریا ہے
کوئین کا احبالا اک کالی کسلی والا
سائے جہاں سے بالا یہ حسن غیبت جالی

یہ نور بیستہ جالی

یہ حبلوہ درخت جالی

یہ سب سے بزرگ نبد یہ خواب گاوا احمد

کس درجہ ولولہ ہے

کتنا حسین دوش کس درجہ جانفزا ہے

رحمت کی باتیں ہیں

حق کی آواز ہیں

اس خطبہ زمیں پر اس جنت میں پر...

اس روح حسین پر

جلوسے برس رہے ہیں

کیا دل کشا مناظر آنکھوں میں بس رہیں

شاداب ہیں نکلا ہیں

سیلاب ہیں دگا ہیں

اللہ سے یہ نظارہ کون دکاں سے پیارا

ہے کس قدر دل آنا یہ مصطلح الامر تہ

یہ خواب گاوا احمد

یہ سب سے بزرگ نبد

عزیز

یہ جنت مدینہ یہ لوکا خستہ

عشر ش خدا کا زمین

یا حاتم زمین کا تابندہ تر گینہ

یہ حبلوہ زارہستی

یہ پر بہارستی

کیف آفریں فضا میں عنبر فشاں ہوائیں

روح و دماغ و دل کو

بخود بنا رہی ہیں

آنکھوں میں کھپ چکی ہیں دل میں سما رہی ہیں

ہر ذرہ ہے یہاں کا

نور شیدا سماں کا

پوچھو نہ شان طیبہ کیا ہو بیان طیبہ

ہے آستان طیبہ صد رشک طور سینا

یہ جنت مدینہ

یہ نور کا خستہ

یہ نور بیستہ جالی یہ حبلوہ درخت جالی

کیا جذب آفریں ہے

کیونکر اسے شہ حالوں قابو میں دل نہیں ہے

یہ صوفیوں کی نظر

یہ نور پاشن منظر

قلب و نظر میں روشن شہاد ہا ہے کہیں

ان حسابوں کے اندر

سویا ہوا ہے کوئی

تاج الدین احمد رائے

تجلی کی ڈاک

سوال نمبر ۱۹۵۹ - از عبید اللہ - جو نیور - حقوق الوالدین -

ماہ ۱۹۵۹ء کا تجلی میں نظر ہے تجلی کی ڈاک کے عنوان کے تحت سوال نمبر ۱۹۵۹ کا جواب دیکھ کر حیرت ہوئی کہ آپ جیسے ذہن دار اور ذی علم شخص نے بے تحقیق اور سرسری طور پر جواب دینے کی کس طرح جرأت فرمائی۔ کتاب "آداب و اخلاق" کے پیش کردہ اقتباس کو جناب نے نہایت گمراہ کن اور خلاف شرع کہہ کر نہ صرف ہمارے حسین ظن کو جو جناب کے متعلق ہے، مجروح کیا بلکہ اس بے تحاشی جنس قلم کے نتیجہ پر اگر غور کیا جائے تو بہت سنگین ہے۔ یہ جملہ حقیقت ہے کہ کتاب مذکورہ کے اقتباس پر نہیں بلکہ منقول عنہ کتاب پر ہے (نعوذ باللہ) تعجب ہے کہ کتاب کا مطالعہ کے بغیر جناب نے کیسے جرأت خرید لی۔ کیا ممکن نہیں کہ کتاب "آداب و اخلاق" میں ماخذ بھی ہو۔ بالفرض اگر ماخذ نہ بھی ہو تو ایک صحیح مسئلہ سے خلاف صریح کی بہت کیونکر ہوئی وجہ کہ عجیب کو اس مسئلے کے متعلق علم بھی نہیں، کاش متعدد علماء کی تصویب ہی پر اعتماد نہ سہی حسین ظن ہی کے طور پر اس قدر گندے الفاظ سے صفحہ آیت تجلی کے روسے تاباں کو مکدر نہ کیا جاتا۔

ملاحظہ ہو مشکوٰۃ مشاء وادعقن والذکذکران امراتک اور تہذیب من اہلک و مالک۔ اس میں کیا بیہوش نہیں کہ حقوق والدین کے مقابل اپنے مال واپل سے سیکدوش ہو جانا ضروری ہے۔ حالانکہ یہی مانی اگر کوئی لینا چاہے تو اس سے مدافعت کرنے کا حکم آیا ہے۔ جیسا کہ آپ نے ہی سوال اول کے جواب میں نقل فرمایا ہے۔ اور دیکھتے ہو دو باب بر الوالدین ص ۲۵ عن ابن عمر عن ان کانت تحق امراتہ احبھا وکان عمر یکوھا فقال لڑا لہا فھا فایمت فاتی عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر الائمة لہ فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طاقھا۔ کیا حقیقت

نہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی زوجہ کو محبوب رکھتے تھے اور طلاق دینے پر راضی نہیں تھے۔ لیکن جب یہ معاملہ ان کے والدین نے دربار نبوی میں پیش کیا تو حضور نے بھی ابن عمر کو طلاق دینے کا حکم فرما کر اشارہ کر دیا کہ والد اگر والد کی محبوبہ سے کی علیحدگی کا امر کرے تو اس کو انجام دینا چاہئے خواہ وہ محبوب و پسندیدہ بیوی ہی کیوں نہ ہو۔ انت ص ۱۱۱ مملک الامیڈ کا ارشاد گرامی بھی اسی طرٹ اشارہ ہے کہ والد کے مال و متاع اور اس کی ذات میں جو حق کہ والد کو حاصل ہے وہ خوردلہ کو بھی نہیں۔ گو بلا وجہ اپنی زوجہ کو طلاق دینا افضل مصیبت ہو سکتا ہے۔ لیکن والد کے استحقاق اور حقوق کے مقابل مصیبت کا درجہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ کیا اگر حضرت عمرؓ کا اپنے لڑکے کو ان کی محبوب بیوی کے نحو طلاق کا امر کیا مصیبت ہوتا تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمرؓ کو تعظیم نہ کرتے۔

اگر والد کا امر طلاق کسی معقول اور درست وجہ کی بنا پر ہے۔ مثلاً عورت میں دینی خامی کا ہونا وغیرہ تو امتثال ضروری اور طلاق واجب ہوگی۔ اور اگر والد کسی وجہ پر پڑی نہیں۔ بلکہ حق بجانب عورت ہی ہے تو بے طلاق دینا رضائے والد کے لئے جائز اور درست ہے۔ جیسا کہ صاحب لمعات اسی حدیث کے قول طلقھا پر تحریر فرماتے ہیں۔ ان کان الحق فی جانب الوالدین فطلاقھا واجب للزوج الحقوق فی العقوق وان کان فی جانب المرأۃ فان طلقھا الرضا عن الوالدین فهو جائز ولما نقلی حاشیۃ مشکوٰۃ مذکورہ احادیث اور قول کی روشنی میں کتاب مذکورہ کے اقتباس کو گمراہ کن اور خلاف شرع کہنا کہاں تک صحیح ہے؟ اس کا فیصلہ ہم آپ ہی پر چھوڑتے ہیں۔ امید کہ تجلی کی آئندہ اشاعت میں آپ پر روشنی ڈالیں گے۔

جواب :-

ہم کوئی ذخیرہ سندھی عفاک اللہ کو نکلےتی
جواب تلخ زریہ لبیل شکر خا را

جناب محترم! ہم نے جس اقتباس کو گمراہ کن کہا ہے اسے آج بھی گمراہ کن کہتے ہیں اور اپنی طرف سے نہیں کہتے۔ بلکہ قرآن و حدیث کی دلیل سے کہتے ہیں۔

جو حدیث محمد بن کے متعینہ قواعد کی رد سے قابل استناد ہو اگرچہ ہمیں یا کسی بھی مسلمان کو اس میں ریب و شک کی گنجائش نہیں۔ لیکن یہ گنجائش ضرور ہے کہ ہم اس کا وہی مفہوم و مراد بتعین کریں جو آنحضرت علیہ السلام کے دیگر اقوال مبارکہ قرآن کی آیات و احکام اور اسلام کے مزاج و روح سے موافقت رکھتا ہو۔

اللہ جل شانہ فرماتے ہیں :-
إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں امانت کے مالکین کو سونپو اور حیب انسانوں کے درمیان حکم کرو تو انصاف کیساتھ کرو۔ یہ آیت بالکل عام اور مطلق ہے۔ گویا حقداروں کو ان کا حق پورا پورا ادا کرنا قطعاً واجب ٹھہرا۔ اور کسی کا شتمہ برابر حق ضائع کرنا حرام ہوا۔ اب سوال یہ ہے کہ کسی انسان کے جملہ حقوق واجبہ معلوم کرنے کا آلہ کیا ہے؟ ظاہر ہے کہ ایک مسلمان کے نزدیک اس کا صحیح ترین اور ناقابل شک ذریعہ قرآن و سنت ہی ہو سکتے ہیں۔

پس جب ہم قرآن و سنت کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ زن و شوہر کے درمیان حاکم و محکوم غلام و مالک اور عبد و جود کا رشتہ نہیں۔ بلکہ مرد کو اگر بحیثیت قوام و قوی ہونے کے کچھ مخصوص حقوق اللہ نے دیتے ہیں تو عورت کو بھی اس کی حیثیت و اہمیت کے مطابق کچھ حقوق عطا کئے گئے ہیں جن کو سلب کرنے کی اجازت مرد کو نہیں۔

چنانچہ مرد کو طلاق دینے میں قطعاً غماخا مرد آزاد کر دینے کے باوجود آنحضرت نے طلاق کو مباح چیزوں میں ہی بدترین قرار دیا (مشکوٰۃ) دوسری طرف قول و عمل سے یہ ثابت فرمایا کہ جو شخص کسی کو بھی بلا حق اذیت پہنچاتا ہے تکلیف دیتا ہے پریشان کرتا ہے وہ محرم

ہے۔ خطا کار ہے۔ انسان تو انسان جاؤروں تک کیلئے احادیث میں ہمیں ایسے احکام ملتے ہیں کہ جن سے نرمی اور رحمت کی تقیین اور قصاصات و شقوات کی نرمائی ظاہر ہوتی ہے۔

تب یہ کیونکر کچھ میں آسکتا ہے کہ ماں باپ بلا معقول وجہ کے بیوی کو طلاق دینے کا حکم دیں اور اولاد اس حکم پر تسلیم خم کر دے ایک بے خطا عورت کی زندگی برباد کرنے کا ذریعہ بن جائے۔ جبکہ ہمارے معاشرہ میں طلاق عورتوں کی تباہی و بے جا رگی کے واقعات عام ہیں۔ قابل غور ہے کہ بے شک ماں باپ کی خدمت اور خوشنودی کی ترغیب آنحضرت نے بہت دی ہے۔ لیکن جس طرح اللہ تعالیٰ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بے حد عظمت و تقدس میں بیان فرماتے کے باوجود اس کی اطاعت کو امرہ بشریت میں رکھنے کے لئے بار بار یاد دہانی کرتے ہیں کہ..... نہ جو تو محمد ایک شہر ہیں۔ الوہیت کی صفات ان میں نہ ٹھہرو!۔ اسی طرح زوال الدین کی بے حد عظمت و تقدس کے باوجود ان حضورو کا شہر کسی طرح قرین قیاس نہیں ہو سکتا کہ یہ کچھ متعلقہ کے جو حقوق خود آپ نے اللہ کی طرف سے ظاہر فرمائے ہیں انہیں بھی اس عظمت و تقدس پر قربان کر دیا جائے۔ اس کے برعکس عرض اللہ تک میں آپ نے عورتوں کے ساتھ نرمی اور حسن سلوک کی وصیت فرمائی۔ چنانچہ اگر امانت و مالک لایبک تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے) کو ہم اس کے بالکل حقیقی اور لغوی معنی میں لے لیں تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ ہر باپ کو اولاد اور اس کی دولت میں کئی تصرفات کا پورا حق ہے۔ کیونکہ اگر واقعی اولاد کا مال قانون شرعی و والدی کا مال ہو تو کسی بھی طریقہ تصرف میں اعتراض کی گنجائش نہیں جانا کہ نقد کا مسئلہ یہ ہے کہ باپ کو اولاد کے مال میں صرف اتنا حق ہے کہ اگر محتاج ہو تو کھانے پینے کیلئے لے لے۔ جملہ من لے تصرفات کا حق نہیں اور محتاج نہ ہونے کی صورت میں کچھ بھی حق نہیں۔ اور خرچ کرے گا تو وہ اس پر قرض ہو گا۔ جیسے اولاد بشرط خواہش عدالت کے ذریعہ بھی وصول کر سکتی ہے۔ یہ قول امام محمد کا ہے اور امام ابوحنیفہ بھی یہی فرماتے ہیں۔ امام محمد امام ابوحنیفہ سے اور وہ حماد سے اور وہ ابوبکر سے روایت کرتے ہیں کہ بیٹے کے مال میں باپ کا کچھ حق نہیں۔ مگر یہ کہ وہ کھانے پینے کا محتاج ہو۔ امام محمد کہتے ہیں کہ اسی پر

ہمارا عمل ہے اور یہی قول امام ابوحنیفہ کا ہے (وَاللَّهِ لَأَسْلَمَ وَمَنْ)

بھی غور فرمائیں کہ از روئے فقہ کسی بھی شخص پر ضروری نہیں کہ اگر اس کے والدین حکم دیں کہ اپنی بیوی کو طلاق دیدے تو وہ دیدے خواہ اس بیوی کی وجہ سے والدین کو کوئی سخت تکلیف ہی پہنچ رہی ہو۔ بلکہ نسب و موزوں طریقہ یہ ہے کہ شوہر بیوی یا ماں باپ سے علیحدہ رکھے اور اس کے حقوق ادا کرے۔

صاحب مرقاۃ کہتے ہیں کہ یہ حدیث مبالغہ اور کمال اطاعت کے بیان میں ہے اور اس کے لئے قرینہ یہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا۔ لا تشولک باللہ وان قلت او حرقت زعدک کے ساتھ شریک نہ کر خواہ تو قتل کر دیا جائے یا جلا دیا جائے۔ اور انما لیک اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں کہ۔ من کفر باللہ من بعد اذ یمسناہ ارجا من الکفر الاہ۔

(.... جس شخص نے کفر کیا بعد ایمان کے۔۔۔۔۔ الا یہ کہ پھر جبر کیا جا رہا ہو)۔ اس ارشاد مبارک سے یقیناً ثابت ہے کہ بحالت جبر زبان سے کلمہ کفر کہہ کر جان بچالینا درست ہے۔ ورنہ ایک قول رسول واضح طور پر اس کے خلاف ہے۔ میں حقیقت میں یہ خلاف نہیں بلکہ کمال اطاعت اور مبالغہ کے طور پر ارشاد کیا گیا ہے۔ ورنہ قافون شمرعی ہی ہے کہ بوقت مجبوری زبان بجا کرے کفر کر لیا جائے تو کفر نہیں ہے۔ ذرا انصاف تو فرمائیں کہ ایک شخص کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ نو عمر معصوم بیوی ہے۔ اگر اس شخص کے والدین کسی معقول وجہ کے بغیر محض نفسانیت یا ذاتی مفاد یا کسی اور غیر شرعی بنیاد پر انھیں اس شخص سے چھڑوا دیں تو کیا یہ عروج ظلم نہ ہوگا۔ ہوگا اور یقیناً ہوگا۔ کیونکہ انہیں اجازت ہے کہ وہ رسول جو رحمت اللعالمین بن کر آیا اور اسلام جیسا عادل دین نسیکر آیا ظلم مزین کی اجازت دے سکتا ہے۔ لاطاعة لمخلوق فی معصیۃ الخالق۔

واضح رہے کہ معصیت خالق صرف ترک عبادت ہی میں محدود نہیں۔ بلکہ کسی انسان پر ظلم کرنا یا اس کا حق مارنا معصیت خالق کے زمرے میں شامل ہے۔ مثلاً اگر باپ کہے کہ فلاں شخص کو قتل کر ڈال کہ مجھے اس سے نفرت ہے اور اس کے مرتبے مجھے یہ یہ فائدہ پہنچتے ہیں تو اولاد کے لئے جائز نہیں کہ قتل کرے۔ کیونکہ یہ فی الحقیقت ظلم الہی کی ناسمجھائی ہوئی۔ اسی طرح بیوی پر نازیبا

دوسری مثال لیجئے۔ اگر اولاد کو حقیقتاً باپ کا مالک مان لیں تو کسی بھی معاملہ میں اولاد کے لئے ایشیا و ناسمجھائی کی گنجائش نہیں رہتی۔ حالانکہ اگر بیوی الگ گھر لے گئے اور شوہر کے ماں باپ اسکی اجازت نہ دیں تو شوہر کے لئے جائز نہیں کہ ماں باپ کا گھر میں سے بلکہ علیحدہ گھر بنا ضروری ہے۔ یا مثلاً شوہر کی جتنی آمدنی ہے اس میں سے ماں باپ پر اتنا صرف کر دے کہ اپنے بیوی بچوں کو تکلیف ہونے لگے تو یہ بھی معصیت ہے۔ یہ مسائل درختار عالمگیری اور دیگر کتب فقہ میں جب چاہے دیکھ لیجئے۔ یہ بھی آپ کو ملے گا کہ اگر باپ اور بیوی دونوں موجود ہوں تو غریب کے اعتبار سے بیٹے کا زیادہ حق ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ دونوں پر تقسیم کر دے۔ یہ کسی نے نہیں کہا کچھ کر دے اور اس کا مال باپ کی ملکیت ہے۔ اس لئے اولاد اپنی اولاد کو اپنی خوشی سے کچھ نہیں لے سکتی۔ بلکہ پوتے کو جو کچھ دے دادا ہی دے۔

کمزور اعمال میں عالم وغیرہ سے جو روایت ہے اس میں بھی اس بات کی شرط ہے کہ اگر والدین صاحب احتیاج ہوں!

ان چیزوں سے ثابت ہے کہ قول رسول فی الاصل اپنے تفسیق معنوں پر محمول نہیں۔ بلکہ والدین کی حکمت و احترام کے لئے ایک مبالغہ آمیز ترمیمی انداز بیان ہے۔

نیز اگر حقیقی معنی بھی لے لیں تو جس طرح ایک مسلمان اپنے لڑپے کا حقیقی مالک ہوتے ہوئے بھی اُس روپے سے شراب خریدے گا عیاشی کیسے گا ممنوع کاموں میں لائے گا تو گنہگار ہوگا۔ اسی طرح اولاد اور اس کا مال و متاع والدین کی ملکیت ہونے کے باوجود ایسے ہی مصرف میں آنا چاہئے جو ممنوع نہ ہو۔ جن مصرف سے کسی اور کا مشغول ہونا ناجائز ہو اس کی اجازت ہرگز شریعت نہیں لے سکتی حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم عام کلمہ بیان فرماتے ہیں کہ صیحا طاعة لمخلوق فی معصیۃ الخالق۔ پھر یہ کیونکر صحیح مان لیا جائے کہ آپ ہی ایک بے گناہ خالق کو شوہر کے والدین کی بلاقی حکمرانی کے تحت برد باکر و بنا پسند فرمائیں گے۔ نہ ہی بری بادی اذیت پریشانی اور صدمہ و رنج میں تو کوئی شک نہیں۔ حالانکہ آنحضرت کے اقوال اہمال کسی کی بھی بلاقی رنجیدگی اور ایذا رسانی کو مغضوب و ناپسندیدہ ٹھہراتے ہیں۔

اب دلائل متصن و المذہب الکرہ والی حدیث کے بارے میں

ظلم اور باحق زیادتی حکم الہی اور وصیت پغیر کی نافرمانی ہے۔ بہت نا
صحبت خالق میں شامل ہے۔

اس کے بعد ابن عمرؓ والی حدیث کو لیجئے شک حضرت
عمرؓ کی منشاء کے مطابق آنحضرتؐ نے ابن عمرؓ کو طلاق کا حکم دے دیا۔
لیکن ہمیں کسی مستند تاریخ سے تفصیلی طور پر یہ نہ معلوم ہو سکا کہ حضرت
عمرؓ کو آخر کیوں ابن عمرؓ کی زوجہ سے نفرت و کراہت تھی۔ ہم
حضرت عمرؓ کے قولاً ہی کہ دار اور بہترین ایمان کی بنیاد یقین رکھتے
ہیں کہ اس نفرت و کراہت کے پیچھے یقیناً کوئی وجہ ہوگی اور مقبول
ہوگی۔ ہم کیا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمرؓ کے وجدان
و فرامست پر اس درجہ اعتماد فرماتے تھے کہ حضرت ابوہریرہؓ اگر چہ
خود آپ ہی کے کہنے سے حدیث میں قال لا الا الا اللہ فداخل
الجنة کا اعلان کرنے جا رہے تھے۔ لیکن حضرت عمرؓ نے مارا اور
روکا تو آنحضرت ناراض نہیں ہوئے۔ بلکہ حضرت عمرؓ کے انہماک
خیال پر ان سے متفق ہو گئے۔ اس کے علاوہ انہماک مطہرات کے
معاملہ میں یا سیرا بن بدر کے سلسلہ میں حضرت عمرؓ کی فرامستد ایمانی
اور ذکاوت، وجدان کی صافحیت واضح ہو چکی تھی۔ ایسے آنحضرتؐ
کا ان کے وجدان و احساس کی رعایت کرنا خصوصاً اور مستشار
معاملات میں سے سمجھا جا سکتا ہے۔

اہم غسالی اجبار میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر
دلائل کرتی ہے کہ والد کا حق مقدم ہے۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ والد
اس عورت کو کسی فرض فاسد کی وجہ سے برائہ سمجھتا ہو۔

صاحب مرقاة کا کہنا ہے کہ اگر وہاں یہ کوئی سبب موجود
نہ تھا تو حکم طلاق محض استیجاب کیلئے ہے۔

حضرت عمرؓ کے معاملہ میں اگر ہم استیجاب و جواز اس لیے مان
لیتے ہیں کہ ان کی دیانت و امانت ان کے عدل و انصاف پر ہمیں
مکمل بھروسہ ہے۔ لیکن آج کے زمانہ میں ہم کیونکر اس دلیل سے مان
لیں کہ کسی شخص کے ماں باپ بلاوجہ شرعی کے اس شخص کی بیوی کو
مطلق دیوانے میں نیک نیت ایماندار اور حق بجانب سمجھ سکتے ہیں
میں تو کہتا ہوں کہ آنحضرتؐ کا ابن عمرؓ کو حکم طلاق شائد اس لیے
ہو کہ آپ کی نگاہ حقیقت میں اور ذہن نفاک رسالے ممکن ہے

فعلی طور پر کوئی ایسی بات معلوم کر لی جو کہ یہ عورت ابن عمرؓ کے لئے
واقعہ مناسب نہیں۔ ایک رسول کے لئے ایسی جزئی دریافت
غیب بعید از قیاس نہیں ہے۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ کسی بھی فقہ
کسی بھی اسلامی قانون ساز نے اس حدیث صریحہ کے پیش نظر یہ
قانون نہیں بنایا کہ جس کے بھی والد اسے بیوی کو طلاق دیدینے کا
حکم خواہ کسی بھی وجہ سے اس لئے طلاق دیدتا و واجب ہے۔ اگر ابن
عمرؓ کا معاملہ انفرادی اور مخصوص نہیں تھا تو یہی حکم علی العموم
ہونا چاہئے تھا۔

یہاں تک یہ ثابت کرنا تھا کہ حکم طلاق واجب کیلئے نہیں۔
محض اباحت و جواز کے لئے ہے۔ اب میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں
کہ اکثر مسائل خصوصاً معاشرتی معاملات کے متعلق فتوے میں
زمان و مکان پر نظر رکھنی نہایت ضروری ہے جیسا کہ درنخار کے
باب الفقہ میں تصریح ہے کہ بلا اس کے معاشرہ بالمعروف نہیں
حائل ہو سکتی۔ خیر القرون میں معاشرہ کی حالت آج سے بالکل
جدا تھی۔ جہاں تک تاریخ و آثار سے پتہ چلتا ہے آنحضرتؐ کو زمانہ
میں مطلقہ عورتوں کی وہ پوزیشن نہیں تھی جو آج ہے۔ آج ایک
مطلقہ عورت کو معاشرہ میں بہت ہی پست مقام ملتا ہے۔ کوئی باعزت
آوی اس سے شادی کرنا پسند نہیں کرتا اور عورت کے لئے معمولی
دزدی پیدا کرنا بھی نہ صرف دشوار ہو لے بلکہ اس دشواری کو حل
کرنے کے لئے اسے عصمت و عفت کے بلبے میں کئی طرح کی خطرات
کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ دوسری طرف عام طور پر لڑکے کے والدین
یہ خواہش رکھتے ہیں کہ لڑکا اپنے اور بیوی کے تمام معاملات میں
انھیں کا پابند اور تابع ہے۔ چنانچہ ان جائز حقوق میں بھی جو شوہر
کی طرف سے بیوی کا حصہ ہونے میں وہ بلاوجہ دخل اندازی کرتے ہیں۔
اور یہ صورت حال عموماً اس بیوی کے مستقل جھگڑوں کی شکل اختیار کرتی
ہے۔ ایسے حالات میں کسی عقی کا یہ لکھنا کہ شوہر کو ماں باپ کے
بے دلیل حکم پر معصوم دے دے خطا بیوی کو طلاق دے ڈالنا چاہئے مگر ان
حد تک بے اختیار علی ہے۔ مانا کہ یہی بات قدم سے انداز کی تیری
کے ساتھ حدیث میں بھی موجود ہے۔ لیکن جملہ احوال و کوائف کو
پیش نظر اس بات کو موجودہ دور نامعلوم میں حکم عام کے سامنے
اس طرح نلانا چاہئے کہ وہ انسیاط و تقریظ میں مبتلا ہو جائیں۔

تیسیم مذکورہ حدیث میں دان قلماء اور اگرچہ وہ ظلم کریں، کو ایسا ہی تصور کریں گے کہ جیسا آپ نے زکوٰۃ وصول کرنے والوں کے متعلق فرمایا ہے کہ اپنے زکوٰۃ وصول کرنے والوں کو زکوٰۃ نہ لیں۔ اگرچہ وہ ظلم کریں۔

صاحب معائنات نے اسے مبالغہ ہی پر محمول فرمایا ہے۔ ورنہ یہ کیونکر تصور میں آسکتا ہے کہ جو رسول قہم قہم رحمت ورافت کا درمیں سے رہا ہو جو کسی جانور تک کو بلاحق انبیا پہنچانے سے روکے ہو بیگانوں تک کی دلدادگی میں کس نہاٹھا کے جو عدل و انصاف کا پورا پورا پختہ ہو وہ ذاتاً ظالموں کو رضامند رکھنے کا حکم دیتے۔ یہ اناظر دیگر وہ ظالموں کی ہمت افزائی اور مغلوبوں کی حوصلہ شکنی کرے۔ کسی بھی فقیر اور اسلامی

قانون ساز نے اس حدیث کو اس کے حقیقی معنی میں نہیں لیا اور یہ قانون نہیں بنایا کہ غصیلین زکوٰۃ کے ظلم و ستم پر تشریح ظلم کہہ دینا ضروری ہے۔ اور ان کے مظالم کی حالت عدالت سے کوئی اپیل نہیں کی جاسکتی۔

صاحب مرقاة لکھتے ہیں کہ۔ قول رسول میں ظلم سے مراد آخری ظلم نہیں دنیوی ظلم ہے۔ میں کہتا ہوں کہ دنیوی اور آخری کی تفصیل یہ ہے کہ دنیوی ظلم صرف اسے کہیں گے جس کا اثر صرف مظلوم کی انہی ذات تک ہو اور بات خدا کی نافرمانی تک نہ پہنچے۔ مثلاً ایک کافر کی خاطر یا کسی معمولی ضرورت کی خاطر سفر میں جانا چاہا رہا ہے۔ والدین منع کرتے ہیں اور بظاہر کوئی ایسی چیز موجود نہیں جس سے لڑکے کا سفر والدین کے لئے تکلیف دہ ہو۔ تب یہ دائرہ ظلم میں داخل ہوگا اور لڑکے کو چاہئے کہ باوجود اسے ظلم جاننے کے اطاعت کرے۔ حالانکہ وہ جو بچہ بھی نہیں ہے۔ جیسا کہ در مختار میں ہے کہ باپ اس کو سفر سے روک سکتے ہیں بشرطیکہ اس سفر کے باعث وہ سخت شقت میں مبتلا ہوتے ہوں۔

دوسری مثال دنیوی ظلم کی یہ ہے کہ لڑکا بیوی کے لئے کسی

ابن عباس کی روایت کے الفاظ ہیں۔ من اصبح مطیعاً للذاتی والدیہ لکم۔ جس شخص نے صبح کی اس حالت میں کہ والدین کے معاملہ میں اشد فرما کر دے تو اگر والد والدہ دونوں ہوں تو جتنے ددر وازر اور ان میں سے ایک ہو تو ایک دروازہ کھل جاتا ہے۔۔۔۔۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ والدین کی اطاعت متعلق بالذات شئی نہیں ہے۔ بلکہ اطاعت انہی کا واسطہ ہے۔ اگر مستقل بالذات شئی ہوتی تو آنحضرت مطیعاً للذات نہ فرماتے۔ اب غور طلب یہ ہے کہ ایک بے خطا خاتون کو بلا مقبول جرم کے طلاق کی سزا دینا کیا اللہ تعالیٰ پسند فرمائیں گے؟ کیا وہ مذہب جس میں عدل ہی عدل اور رحمت ہی رحمت ہے یہ گوارا کرے گا کہ

انسان والدین کی اطاعت میں اس تک مبالغہ کرے کہ ایک بے قصور کو خواہ مخواہ سزا دے ڈالے لگے ایسا کرے گا تو مطیعاً للذات والین اگرچہ ہو جائے۔ لیکن مطیعاً للذات نہ ہوگا۔ اسی حدیث میں آگے ہے کہ کسی نے سوال کیا یا رسول اللہ اگرچہ وہ ظلم کریں؟ (یعنی بظاہر) آنحضرت نے فرمایا ہاں اگرچہ وہ ظلم کریں!

اس فرمان مبارک پر یہ لحاظ رکھتے ہوئے غور

کرنا چاہئے کہ ہر کلام ہر حالت میں اپنے بالکل حقیقی معنی پر ہی نہیں ہوتا مثلاً وہ احادیث لکھتے ہیں آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جس نے فلاں کام کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ ہم میں سے نہ ہونے کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ وہ مسلمانوں میں سے نہیں ہے۔ بالفاظ دیگر وہ کافر ہے۔ لیکن کوئی بھی فقیر اور مستند عالم ایسا نہیں جس نے ان احادیث پر کفر کے فتوے کی بنیاد رکھی ہو۔ سب یہی کہتے ہیں کہ یہ شدت انتہا کے لئے ایک مجازی طرز بیان ہے جو ہرگز کفر و ارتداد پر منتج نہیں ہوتا۔

تفسیر ابن کثیر (اردو)

یوں باخبر مسلمان ہے جن نے اس شہرہ آفاق تفسیر کا نام نہ سنا ہوگا۔ مشہور ہو کہ کارخانہ اصح المطابع نے اس عظیم تفسیر کا طبع شروع کر دیا ہے۔ پانچ جلدوں میں مکمل۔ قیمت ساٹھ روپے۔ مجلد ششم روپے دہر جلد علیحدہ بھی لی جاسکتی ہے۔ جلد اول - ۱۰/۸ - دوم ۱۰/۸ - سوم ۱۰/۸ - چہارم ۱۱/۸ - پنجم ۱۲/۸ - مجلد مطلوب ہو تو فی جلد علی اضافہ ہو جائیگا۔

مکتبہ تجلی دیوبند (دیوبند)

ہیں ہے۔ میں ہی نہیں کہتا۔ آپ کسی بھی فقیر وقتی سے پوچھتے وہ یہی جواب دے گا کہ چھوٹے بھائی کے مال و منافع میں ایک حصہ بھی قانوناً ٹھہرے بھائی کا نہیں ہے۔ اور ٹھہرے بھائی کے حکم پر چھوٹے بھائی کا اپنی محبوب بیوی کو طلاق دے ڈالنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ حدیث صرف حروف عددوں تک ادباً شرم سکھانے کے لئے ہے۔

سوال ۷۔ از محمد اسحاق۔ راجپور۔ ناقابل جواب

حدیث میں آتا ہے کہ ختم من المجدوم فخر اللہ الاسد۔ دوسری جگہ ہے کا محمد دلہ طبریۃ الخوان دونوں حدیثوں کا کیا مطلب ہے؟

(اس کے بعد مسائل نے سوال کے مختلف گوشوں کو سامنے لاتے ہوئے ایک دوسرا سوال پیش کیا ہے جو ایک طویل حدیث (تقریباً نو سطر) پر مبنی ہے)۔

جواب:۔

جیسا کہ ہم پہلے کسی سوال کے بارے میں عرض کر آئے ہیں آپ نے بھی تجلی کی ڈاک کی مخصوص نوعیت کا لحاظ نہیں کیا۔ پہلے سوال میں آپ نے حدیث ثانی کے چند لفظ لکھ کر بلا ترجمہ اپنا سوال شروع کر دیا۔ دوسرے سوال میں طویل حدیث کا متن لکھا اور ترجمہ بھی بھی ندرت سے تراویح کہ کا روٹ استعمال کیا۔

اگر آپ کا مقصد اس سوال سے پہلا امتحان لینا ہو تو کم سو کم جوابی لفاظی ارسال کیا ہوتا تاکہ بذریعہ ڈاک ہم اپنی معلومات آپ کے سامنے پیش کر سکتے۔ یا اشاعت ہی ضروری تھی تو بڑے کاغذ پر احادیث مع ترجمہ لکھتے تاکہ تمام ناظرین تجلی سوال و جواب کا مستفیض ہو سکتے۔ موجودہ شکل میں نہ تو آپ کی تحریر کو کتاب صحیح طور پر لکھ سکیگا نہ اکثر ناظرین سمجھ سکیں گے کہ سوال کا کیا مطلب ہے۔ لہذا ہمیں جواب سے معذور تصور فرمائیں۔

سوال ۸۔ سائمنیم ٹیش۔ بدایوں۔ شغل برکاری

(الف) کچھ عرصہ ہوا کہ میں اپنے ایک عزیز کے یہاں منغل صلاہ کے سلسلہ میں شریک تھا۔ وہی صلاہ خواتی کے بعد مولانا طفیل احمد صاحب نے وعظ فرمایا۔ دو چار حوالے دیتے ہوئے مولانا موصوف نے فرمایا کہ حضرت بودودی کافر ہیں، بلکہ کل دیوبندی کافر ہیں۔ اور جو مسلمان

خاص لباس کو پسند کرتا ہے۔ والدین ناپسند کرتے ہیں شریعت کہتے ہیں۔ لہذا اس معاملہ میں اطاعت کر سکتا ہے۔ یا جو بی کو انکی تنگناہ سے دور رکھنے کے لئے علیحدہ گھر بنا سکتا ہے۔ گویا ذاتاً ظلمت کا کا دائرہ صحت ان چیزوں تک ہے جن سے بیوی بچوں یا کسی بھی انسان کا وہ حق نہ مارا جاتا ہو جو اللہ نے اسے دیا ہے۔ کسی کو بلا وجہ ازیت نہ پہنچی ہو۔ کوئی بے قصور نہ برباد ہوتا ہو۔ ایسی تمام چیزیں اس انغروی ظلم کے دائرے میں آتی ہیں جو بقول صاحب لمعات مصداق حدیث نہیں اور جو کا طاعتاً مخلوق فی محبیبہ الخالق کے تحت آتا ہے اور جو آنحضرت کے اسوۃ پاک اور تعلیم مقدس اور اسلام کی بدوح عدل اور ایمان کے مزاج اعتدال کے سراسر مٹاتی ہے۔

بے شک والدین کی اطاعت و خدمت بسبب حکم الہی اور بسبب تعاضلئے نظرت فرضی میں ہے اور جہاد جیسا فرض لفظی بھی اس پر قرآن کیا جا سکتا ہے۔ لیکن جو بات ہم نے سامع کے جواب میں کہا کبھی تھی وہ پھر کہیں گے کہ محبوب و ہتہ دیدہ بیوی کو بلا معقول سبب شرعی محض حکم والدین پر طلاق دینا مصیبت ہے اور والدین کی اطاعت اگر حکم شریعت سے ٹکرا جلتے تو بجائے تو اب کے عذاب کا موجب ہوگی۔

صاحبیت شکوۃ نے ابن عرشہ والی حدیث کو ابوداؤد ترمذی سے شکوۃ کے جس باب میں نقل کیا ہے اسی باب کے آخر میں بھی سے سعید بن العاص کی یہ روایت نقل کی ہے کہ بڑے جھنڈائی کا حق چھوٹے بھائی پر ایسا ہے جیسے باپ کا بیٹے پر۔ مقصود غشنا اور زبان و احوال سے قطع نظر کر کے الفاظ کا لغوی مفہوم ہی لیتا اگر درست ہے تو پھر تمام وہ حقوق جو اولاد کے بارے میں باپ کو حاصل ہیں۔ چھوٹے بھائی کے بارے میں بڑے بھائی کو بھی حاصل ہونے چاہئیں۔ بڑا بھائی حکم دے تو چھوٹے بھائی پر اپنی بیوی کو طلاق دینا بعض حالتوں میں واجب اور بعض حالتوں میں مستحسن و اولیٰ ہونا چاہئے۔ چھوٹے بھائی کے اہل و عیال اور سارے ماں بڑے بھائی کی ملکیت ہونے چاہئیں۔

میں کہتا ہوں یہ ایک مبالغہ آمیز اور ادب آموز نظر زبیر بیان ہے جسے اس کے ظاہری معنی میں لے کر فقہی کلیات بنا نا اور درست

کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر۔ اور اس سلسلہ میں آیت **قُلْ يَا أَيُّهَا
الْكٰفِرُوْنَ** سے استنباط کیا۔ نیز ایک مقام پر یہ بھی فسد پایا کہ۔
عورتیں اگر پردے کے ساتھ مزارات پر جائیں تو جائز ہے۔

(ب) یہاں ایک سولاناہیں جو جید عالم و فاضل بھی ہیں اور پروفیسر
بھی۔ تاہم ان کی اپنی زندگی اُسوۂ رسول کریم کے خلاف ہے۔ مثلاً
ان کے یہاں کئی ستورات اکثر میلوں ٹیسلوں میں بھی دکھی جاتی ہیں۔
بھتی کے وہ جو ان لڑکے جو بجز غرض تعلیم یہاں آئے ہوئے ہیں اور مولانا
مصوف نے ہی کے زیر سایہ ہیں، بلا تکلف ان کے دولت کہہ میں آتے
جلتے ہیں۔ مولانا مصوف نے اپنی ٹیری لڑکی کی شادی ایک ایسے
صاحب دولت وکیل سے کی ہے جو دارحی موچھ سے بڑا ہیں اور
جہد تک کی نماز نہیں پڑھتے۔ نیز مولانا مصوف اور ان کو ٹیسے
لڑکے کے علاوہ کسی لڑکے کے دارحی نہیں۔ حالانکہ شادی شدہ
ہیں۔ لیکن مولانا مصوف کے تعلقات ان سے بھی نہایت خوشگوار
ہیں۔ حالانکہ وہ اسے قوت میں ہے **تَخْلَعُ وَ تَزُوْجُ مَنْ يَّعْتَمُرُ الْكٰفِرُ**۔

اس کے علاوہ مذکورہ مصوف کا حقین میں بھی دیوبند کی جانب سے اچھا
نہیں۔ وہ دیوبندیوں کو گستاخ دہے ادب کے ناموں سے یاد فرماتے ہیں۔
لہذا آپ سے التماس ہے کہ براہ کرم تجلی میں جواب شائع
فرمائیں کہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی کسی تحریر و تقریر سے ایسی
بات ثابت ہوتی ہے جو خدا نخواستہ ان کے کافر ہونے پر دال ہو؟
کیا عورتوں کا پردے کے ساتھ مزارات پر جانا جائز ہے؟ نیز مولانا نے
اول الذکر کا یہ قول کہ کل دیوبندی کافر ہیں۔ اور مولانا نے ثانی کا یہ
فرمان کہ وہ گستاخ دہے ادب ہیں کس حد تک صحیح ہیں؟ شکور ہو گا۔

جواب :- (الف)

جنت اور دوزخ کی تقسیم اگر اللہ میاں مولویوں کے ہاتھ میں
رکھ دیتے تب تو بے شک مولانا مودودی کے ہمدردوں اور دیوبندیوں
کے گستاخوں کو یہ فکر کرنی پڑتی کہ الزام کفر اپنے سر سے ہٹائیں لیکن
اللہ میاں نے ایسا نہیں کیا اور اسی نے ہم یقین رکھتے ہیں کہ مسلمانوں
کی تکفیر کو دلچسپ مشغلہ کے طور پر استعمال کرنے والے انشاء اللہ ان
سے پہلے دوزخ میں جائیں گے جنہیں وہ کافر بنا کر ہم رسید کرنا چاہتے
ہیں۔ اب آج کل کافر کو مسلمان بنانا تو ہمارے عرشین کرام کے
بے مشکل بن گیا۔ لہذا مسلمان کو کافر بنانے ہی کا مشغلہ ہے۔

عورتیں پردے کے ساتھ مزارات پر جائیں یا بے پردے
کے۔ سوال یہ ہے کہ جائیں ہی کیوں؟ یہی تہذیب نے مردوں کے
اختلاف کے لئے کلب بنائے۔ اسکول کھولے تھیٹر ایجاد کئے۔ پوٹل
سجائے۔ پرانی تہذیب کے راستہ اگرچہ حکم کھلا ایسا نہیں کر سکتے
لیکن جنسی تلذذ اور نفسانیت کے لئے چور دروازے کھولتے رہنے
کی خواہش ان میں بھی بدرجہہ قائم موجود ہے۔

ہم اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتے کہ عورتوں کے لئے
قبروں پر جلنے کی معقول وجہ ایک بھی نہیں جبکہ جانے سے پہلے
ہونے والے فتوں اور خرابیوں کے لئے کئی وجہیں موجود ہیں۔
(ب) ان جید عالم و فاضل کے ہائے میں ہم کیا عرض کر سکتے ہیں
دیوبندی گستاخ دہے ادب اس لئے ہیں کہ وہ رسول اللہ کو صرف
رسول اللہ مانتے ہیں۔ اللہ نہیں مانتے۔ وہ بزرگوں کو صرف بزرگ
مانتے ہیں بڑیا نہیں مانتے۔ قرآن و سنت کو حرف تسلیم کر لیں۔
اقوال و بزرگوں سے ان کو فسوخ نہیں تسلیم کرے وہ خاک کے
دھبوں پر سجاسے گنہارے کے قائل ہیں۔ وہ عرس و قوالی کے
رسیا نہیں۔

فق و فجور سے شغف رکھنے والوں کو دوست رکھنا اگر ایک
عام آدمی کے لئے قبیح و مکروہ ہے تو ایک خاص آدمی کے لئے حرام
دنا جائز۔ عام آدمی کی برائی قابل تقلید نہیں بھی جاتی لیکن خاص
آدمی کی برائی کی تقلید کی جاتی ہے۔

سوال :- سائز محمد سلیم الدین۔ ضلع عادل آباد (کن) تقسیم القرآن
ہمارے پاس بعد نماز فجر تقسیم القرآن سنایا جاتا ہے۔ چنانچہ
یہاں کے چند حضرات اس کے سنتے اور سنانے کو حرام بتلاتے ہیں۔
اور کہتے ہیں کہ یہ تفسیر بالقرآن ہے۔ دوسرے تفسیر میں مضمون کے
اختتام پر ”واللہ عالم بالصواب“ لکھا ہوا ہے۔ مگر تقسیم القرآن
میں کہیں بھی نظر نہیں آتا۔ اس لئے یہ غلط ہے وغیرہ۔

ایسے محرضین صاحبان کے مذکورہ اعتراضات اور دلائل
کہاں تک درست ہیں؟ براہ کرم آپ تفصیلاً جواب دے کر
معرضین کو مطمئن اور ہمیں شکر یہ کا موقع دیں۔

جواب :-

یہ قاعدہ ہے کہ اگر بادشاہ ایک آٹھ اچھڑ سے تو رعایا

ہوتے ہوئے بعض یا اکثر اسلامی احکام و قوانین کو اپنا ناقابل کیلئے کوئی فائدہ نہیں رکھتا۔ فی الحقیقت یہ صرف کہنے کی حد تک ممکن ہے جو کہ آدمی کا فریبی ہے اور اسلامی اصولوں کو بھی اپنا لئے عمل اس کی مثال اس عمارت کی سی ہے جو بغیر بنیاد کے تعمیر کی جائے۔ اسلامی احکام و فرامین وحدت الہی اور رسالت کے ایمان پر قائم ہیں۔ جب یہ اساسی چیزیں ہی نہ ہوں تو احکام و فرامین محض خرابے ہیں۔

سوال ۱۰۔ ازلے۔ بی۔ شاہ گنج۔ کیونترزم اور اسلام۔

کچھ دنوں پہلے دہلی کے ایک متحرر روز نامہ میں سلسلہ سوالات یہ جواب دیا گیا تھا کہ کیونترزم صرف ایک معاشی پروگرام ہے اور اسلام ایک مذہب ہے اس طرح بیک وقت دونوں پر عمل کیسا جاسکتا ہے اور کیونسٹ پارٹی اور کانگریس پارٹی کی حیثیت ایک ہے اس لئے جس طرح ایک مسلمان کانگریس کا ممبر ہو سکتا ہے۔ اسی طرح کیونسٹ پارٹی کا بھی ممبر ہو سکتا ہے۔

اب ہم فقہی تخیلی سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ،

- (الف) کیا کوئی شخص بیک وقت کیونترزم اور اسلام پھیل کر سکتا ہے؟
 (ب) کیا ایک مسلمان کیونسٹ پارٹی میں شامل ہو سکتا ہے؟
 (ج) خبر آتی ہے کہ انڈیشیائی حملے نے کیونسٹوں کے کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ اس بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟
 (د) کیا مسلمان کا کیونسٹ ہو جانا ارتداد کا حکم منہی ہے؟

جواب ۱۰۔

مارچ ۱۹۵۷ء کے علی بن عثمان متذرع دین ودانش ٹیٹ گئی اللہ والوں کی۔ کے تحت جو کچھ لکھا گیا ہے اسے ملاحظہ فرمائیں پیش کردہ سوالات کے جوابات بالترتیب حسب ذیل ہیں۔

(الف)۔ بنیادی اصول اور مزاج و مزج کے اعتبار سے اسلام اور کیونترزم میں ایسا ہی تضاد ہے جیسا آگ اور پانی میں۔ بلکہ آگ اور پانی کو تو آج کی ترقی یافتہ سائنس شاید کسی محل میں یکجا کر دے۔ لیکن اسلام اور کیونترزم کو یکجا کرنا کسی طرح ممکن نہیں ہے۔

(ب)۔ اسلامی اصول و نظریات پر ولی اعتقاد رکھتے ہوئے شخص سیاسی مصلحت کی خاطر کیونسٹ پارٹی کا ممبر بن جانا کسی اصول پرست اور صاحب فکر و نظر انسان کا کام نہیں ہو سکتا۔ ہاں جو لوگ بعض تنگنمائی فائدوں اور جزوی منافع کو ہی سبب سمجھ کر زندگی گزارتے ہیں وہی

پوری پوری مفریساں بجاتی ہے۔ جب ہمارے بعض مولوی صورت بزرگوں نے مولانا مودودی پر کفر کا فتویٰ جھڑا تو مولوی پرست حضرات تقسیم القسہ ان کا پڑھنا پڑھنا ضرور کفر ٹھہرائیں گے۔ بلکہ ان میں سے بعض مولانا مودودی کا نام لینا بھی کفر کہیں گے اور کفر کہنے سے بھی ان کا جذبہ و جوش پوری طرح آسودہ نہ ہوگا۔ مگر انوس مسلمان کے لئے کفر سے بڑی گالی کوئی ہے ہی نہیں جو وہ مولانا مودودی کو دے سکیں۔

تفسیر بالرستہ کی یہ تعریف بالکل نئی اور نیا قسم کی ہے کہ جس کو آگے "واللہ اعلم بالصواب" نہ لکھا ہو اگر واقعی یہ صحیح ہے تو تفسیر تقسیم القرآن بے شک تفسیر بالرستہ سے گری۔ لیکن اور نئی تفسیریں آج تک معرض وجود میں آئی ہیں انھیں بھی اسی دائرے میں شامل کرنا پڑے گا۔ کیونکہ بیان القرآن۔ موضح القرآن تفسیر حسانی تفسیر ابن کثیر تفسیر ہارث شبر احمد اور دیگر تفسیریں متداولہ ہیں کوئی ایک بھی تفسیر ایسی نہیں جس کے ہر تفسیری ٹوٹ کے بعد "واللہ اعلم بالصواب" لکھا ہو۔ ہاں لیکن کو آری کیسے ہو کوئی بھی تفسیر اٹھا کر دیکھئے۔ اگر ایک جگہ "واللہ اعلم بالصواب" لکھا ہو تو اس کے بالمقابل دس ٹوٹ ایسے مل سکتے ہیں یہ نہیں لکھا ہوگا۔ تب قاعدہ مذکورہ کی بنا پر یہ ب ٹوٹ تفسیر بالرستہ میں شامل ہوں گے۔

سوال ۱۱۔ (ایضاً) عمارت بل بنیاد

کوئی غیر اسلامی سوسائٹی مسلمان ہونا نہیں چاہتی۔ البتہ اپنے مذہب پر کار بند رہتے ہوئے مجرد اسلامی اصولوں کو اپنانا چاہتی ہے۔ آیا یہ اصول مادی لحاظ سے اسے فائدہ پہنچا سکتے ہیں یا نہیں۔ ہمارے ایک ساتھی کا کہنا ہے کہ یہ مجرد اسلامی اصول مادی لحاظ سے کسی قسم کا بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔

جواب ۱۱۔

اسلام کو بطور مذہب دل سے نہ قبول کرتے ہوئے اس کے صرف بعض اصول و نظریات کو اپنانا کسی غیر مسلم سوسائٹی کے لئے مفید ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اس کا مدار حالات پر ہے۔ بعض حالتوں میں فائدہ بھی پہنچ سکتا ہے اور بعض حالتوں میں نہیں۔ البتہ یہ یقینی ہے کہ آخرت کا نفع اس میں کچھ نہیں۔ اسلام کے بنیادی اصولوں اور نظریوں میں سے کسی ایک کا انکار بھی کفر ہے اور کافر

ہیں اور اصول سے زیادہ عوامل و منافع کو اہمیت دیتے ہیں وہ شیک
ایسا کر سکتے ہیں اور کر رہتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ محاصل مغلوبہ
انہیں حاصل ہوتے ہیں یا نہیں ہوتے۔

(ج) اسلام اگر وہی ہے جو قرآن و سنت سے سمجھ میں آتا ہے تو
کیونرم بھی وہی ہونا چاہئے جو پیغمبران کیونرم کے افعال و اعمال
اور ان کے صحیحوں سے سمجھ میں آتا ہے۔ اس کیونرم پر ایمان لانے
چاہئے یقیناً مسلمان نہیں ہیں اور جب مسلمان نہیں ہیں تو ان کے کفر
پر ہر تصدیق ثابت کرونا فقہی اعتبار سے تو ہر حال درست ہے
یہ الگ بات ہے کہ انڈیشیا یا کسی اور ملک میں حالات اس طرح کے
ہوں کہ ان میں فتویٰ کفر کے سیاسی و عمرانی نتائج مسلمانوں کے لئے
ہولناک بن جائیں۔ اگر ایسا ہو تو فتویٰ دینے سے پہلے یہ سوچنا
ضروری ہو گا کہ مسلمانوں کے حق میں جن منافع کی توقع اس فتویٰ
سے ہے ان سے زیادہ معجزات اور خرابیاں تو فتویٰ دینے سے پیدا
نہیں ہو جائیں۔

(د) اس کا جواب اور پر کے جوابات میں آگیا۔ چند جزئیات کو
کیونرم سمجھ کر اپنے کو کیونست کہدینا اور بات سے۔ لیکن واقعہ
میں نظام حیات اور نظریات و اصول کا جامع نام کیونرم ہے اور
ایمان لانے کا لازمی مطلب اسلام سے انحراف خروج اور بغاوت
ہے۔ بہت موٹی سی بات ہے کہ کیونرم خدا کو نہیں مانتا۔ رسولوں کو
نہیں مانتا۔ معروف فلسفہ ہائے اخلاق کو نہیں مانتا۔ وراثت کو
نہیں مانتا۔ ذاتی ملکیت کو نہیں مانتا۔ اسلام ان سب کو مانتا ہے۔
کسی بھی شخص کے لئے ایک ہی راستہ ممکن ہے۔ مانتا یا نہ مانتا۔
جو لوگ دونوں کشتیوں میں پیر رکھ کر وقت کے دھالے پر بہنا چاہتے
ہیں وہ ممکن ہے کچھ دنوں بہ لیں۔ لیکن جلد بابر دیر انجام معلوم ہوا
سوال :- از نذر الدین مخبر - (دکن) شخصیت پرستی

آج کل شخصیتوں کو درمیان میں لا کر عقلی و نقلی دلائل کو بڑی
آسانی کے ساتھ ناقابل نقاش ظہر کر عمل کی گواہی نکال لی جاتی ہے
جب تک ان دلائل کا معقول اور پرستہ جواب نہ دیا جائے۔ اس وقت
تک حرام موجودہ بد کرداری سے متعلق کچھ سوچنے پر آمادہ نہیں ہیں۔
موجودہ سوسائٹی میں بالخصوص امت مسلمہ کے دعویداروں و قیاس
کے فلسفہ کو اپنا کر رسوم جاہلیت پر قائم رہنا چاہئے ہیں جس کا اصل

دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اور اس کا ہرگز منہ نہ کر دیا جاتا
ہے۔ یہ عمل انہوں سے جلا رہا ہے۔ کیا وہ بیوقوف تھے؟

دوسری دلیل اس موقع پر لائی جاتی ہے۔ جب بندگان خدا
کے سامنے ان کی بد اخلاقی مثلاً لہو ڈب جو ادرنی۔ فلش۔ برج۔ عورت
بازی۔ بستی۔ شراب نوشی۔ رشوت ستانی۔ سنیامینی۔ دھوکہ بازی
(یعنی ریاست) وغیرہ پر تنقید کی جاتی ہے تو یہ کہہ کر کہ "بڑے بڑے
لوگ اچھے اچھے لوگ" جس میں اہل کار سے لے کر حکومرت کے منسٹر
اور اعلیٰ تعلیم یافتہ جو بڑی بڑی ڈگریاں رکھتے ہیں شامل ہیں۔ پہلے
ان کا انتظام کیا جائے۔ کیا یہ سب بیوقوف ہیں؟

اگر ماہانہ تجلی میں اس سوال پر روشنی ڈالی جاسکتی ہے تو بہت
زیادہ افادیت کا باعث ہو گا۔ کیونکہ بصورت موجودہ داعیان اسلام
میں ہم جیسے جاہل بھی ہیں۔ اور ہمارا اثر و رسوخ نہ ہونے کے برابر ہے
امید کہ جناب اس سلسلہ میں اپنے قلم کو رحمت دینا اور افراتفری لگانے
جو اب :-

قرآن و حدیث سے اہم سابقہ کے اس عبرت انگیز طرز عمل کی
دفع نشان دہی ہوتی ہے کہ انہوں نے اپنے بزرگوں کی تکریم و
تعظیم اس حد تک کی کہ رفتہ رفتہ خدا بنا ڈالا۔ ان کی تصویریں بنائیں
بت شریک کئے۔ انہیں انہی صفات کا حامل بنانا۔

یہی شکل غرض سے ہم مسلمانوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ شرک
بت پرستی کی مذمت قرآن و سنت نے چونکہ بے حد اصرار و تاکید
اور صراحت و وضاحت سے کی ہے اس لئے حکم کھلا بت بنانا تو
ذرا مشکل ہوا۔ لیکن بت ساز ذہنیت کی کارفرمائی مختلف شکلوں میں
ظاہر ہوتی رہی۔ قبروں کی پوجا بزرگوں کے عرس۔ عورت کی عبادت
پیروں کے پہلے یہ سب کیا ہیں؟ اسی شرک پسند ذہن کی ایجاد ہیں۔

بہر حال مختصر بات ہے کہ شخصیات کی عزت احترام اور ان
رسدقت کی تعمیل و انقیاد کی اپنی اپنی حدیں ہیں۔ معتد بہ علم و عقل کی
روشنی میں جو قرآن و سنت سے ثابت ہو جائے وہ ہر متقابل
قول کے لئے ناخ ہے اور کسی بھی بڑے سے بڑے انسان کی رائے
اسے غلط نہیں کر سکتی۔ مسلمانوں میں اعتقاد و عمل کی تفریق دکاثر اور
فرق دہستہ کی بڑی۔ بلکہ اعلیٰ وجہی ہے کہ ان میں سے اکثر نے
اعتقاد و عمل کے اعلیٰ سرچشمے قرآن و سنت کو چھوڑ کر مختلف شخصیات

معارف الحدیث از صفحہ ۹۔

کہاں تلاش کروں؟ آپ نے فرمایا سب سے پہلے جہت تھیں ہری تلاش ہو تو صراط پر مجھ دیکھنا۔ میں نے عرض کیا اگر میں آپ کو صراط پر نہ پاسکوں تو پھر کہاں تلاش کروں؟ آپ نے فرمایا تو پھر مجھ میزان کے پاس تلاش کرنا! میں نے عرض کیا اور اگر میں میزان کے پاس بھی آپ کو نہ پاسکوں تو پھر کہاں تلاش کروں؟ آپ نے فرمایا تو پھر مجھ حوض کے پاس دیکھنا! کبیر کہہ میں اس وقت ان تین مقامات سے دور رہیں نہ جاؤں گا۔ (ترمذی) (شش ماہی) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخرت کی تمنا ایسی چیز ہے جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی جاسکتی ہے۔ اور اگرچہ اس حدیث میں حضور نے اپنے ملنے کو مقامات حضرت انس کو بتلائے ہیں۔ لیکن دراصل شفاعت کے سب حاجت مندوں کے لئے حضور نے اپنے ملنے کے یہ سب بتلائے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ تَوَقَّفْنَا عَلٰى حَلَّتْ لَہٗ وَاَسْعِدْنَا بِشِعْبِ اَعْتَبَہ۔

(۸) عَنِ الْمُشَيْرَةِ بَيْنَ شِعْبَةَ قَالَ قَالَ سُرُّوْهُ اللّٰهُ صَلَّوْا اللّٰہَ عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا شِعْبًا سُرُّوْا الْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَلَیْہِ الصَّوَابُ سُرَّتْ صَلَّوْا وَسَلِّمُوْا۔ (سداۃ الترمذی)

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن صراط پر اہل ایمان کا شمار (یعنی ان کا امتیازی وظیفہ) یہ دعا تیرے لئے ہوگا۔ سُرُّوْا وَسَلِّمُوْا۔ (یعنی دعا کے لئے ہاتھ پروردگار! ہمیں سلامت رکھ، اور سلامتی کیساتھ پار لگا)۔

(صراط اور میزان کا ذکر بعض حدیثوں میں پہلے بھی گذر چکا)

کو سرخیز اور مرکز ٹھیرالیا۔ ذہین انسانی کی ساخت کے اعتبار سے یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ مختلف انسان تمام مسائل میں ایک ہی زاویہ نظر رکھ سکیں۔ اختلاف و انفرق لا زمی ٹھیرا۔ اگر اصل مشرک ہی کو پیش نظر رکھا جاتا تو اس سے پھوٹنے والی تمام نہریں اور آبنائیں شکل و صورت کے مادی اختلافات کے باوجود اپنے پانیوں کی اصل اور غیر اور اثرات میں ایک ہی ہوتیں اور وہ تعداد ان میں نہ پایا جاتا جو آج شخصیات کے مشرکوں سے پھوٹنے والی نہروں اور آبنائوں میں پایا جا رہا ہے۔

یہ دلیل کہ فلاں برائی سے پہلے فلاں فلاں کو روکو تو ہمیں روکنا۔ کبھی علم و عقل کی عدالت میں عقول نہیں سمجھی گئی کوئی منشر ہو یا اہلکار پیر ہو یا مرید۔ بڑا ہوا چھوٹا۔ اس کی بد عملی اپنی بلکہ بد عملی ہے اور اس کی آڑ میں کسی کے لئے اس بد عملی کا جواز پیدا نہیں ہو سکتا۔

آج علم و سائنس کی حیرت ناک ترقی کے علم بردار عقیدت مندوں کے سب غیر مسلم ہیں۔ اگر کوئی کافروں کہے کہ اسلام ہمہ گیر بہترین لائق قبول مذہب ہوتا تو کیا یہ سب بڑے بڑے سائنس دان عقلمند ماہرین جو قوت تھے جو اسے قبول نہ کرتے؟ تب آپ کے پاس کیا جواب ہوگا ۹۹

یہ طرز فکر ہی گمراہ کن ہے کہ کسی شے کے حسن و قبح کا معیار محض کثرت رائے اور عوامی قبولیت کو ٹھیرایا جاتے۔ سونا محض سناؤں کے کہنے سے سونا نہیں ہوتا۔ اپنے خواص و صفات کی وجہ سے سونا ہوتا ہے اور جب تک یہ خواص و صفات اس میں موجود ہیں کسی کے انکار و تردید سے اس کی حقیقت نہیں بدل سکتی۔

فضائل رمضان

اگر آپ رمضان کے مبارک مہینہ سے زیادہ سو زیادہ برکت و ثواب حاصل کرنا چاہتے تو فضائل رمضان کی روشنی میں نہایت ایمان افروز توضیحات ہیں۔ قیمت صرف بارہ آنے (۱۲)

مکتبہ تجلی دیوبند ضلع سہا پور (دیوبند)

مسلمان اور اخلاق

از محمد عبدالرشید خان (حیدرآباد دکن)

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ حضورؐ کی دوست کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اخلاق کا خراب ہو جانا۔ بد خلقی نیک عمل کو، ایسا لگانا ہے جیسے سرکہ شہد کو لگاؤ دیتا ہے اسلام نے جس اخلاق کو سراہا ہے وہ مخلصانہ اخلاق ہے نہ کہ دیا کارانہ خوش خلقی۔

دیا کارانہ خوش خلقی — آج کل یورپ میں یہی اخلاق ہے، یہودیوں، مغربیوں اور دیگر اقوام میں یہی منکر عمل ہے۔ دنیا میں ہر طرف حقوق کی جنگ برپا ہے، مزدور سرمایہ دار سے دست و گریباں ہے، ہندو مسلمان، مسلمان ہندو سے جھگڑ رہا ہے، ایک عالمگیر معیشت اور پیمپی ہے جو پوری دنیا پر احاطہ کرتے ہوئے ہے۔ آج مسلمان پر غرضیات تنگ کر دیا جا رہا ہے۔ جس کے ہاتھ میں لاٹھی ہے بھینس اسی کی بھی جباتی ہے، بدسلوکی عام ہے، ظلم و جور کی فرمانروائی ہے (حالانکہ اسمیلیاں اور پارلیمنٹری بھی ہیں) جب حالت یہ ہو تو بہت بھانٹنگ پھینک پھینک ہو تو امن عالم کیونکر قائم رہ سکتا ہے انسان تو دردنگی اختیار کر چکا ہے، زبانوں پر انصاف مسادات اور جہوریت کے نام ہیں، لیکن ملامت طلب، استبداد اور خود شہرہ کی حکومت ہے، ہر گوشہ میں طاقت اور روپیہ کی حکومت ہے۔

خدا نے تعالیٰ نے مسلمانوں سے نیا طلب ہو کر فرمایا

”تم لوگ باقی سب لوگوں کے لئے ایک بہترین قوم کی حیثیت سے دنیا میں لائے گئے ہو، تم شرع و فطرت کے مطابق لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور خدا کی ذات و صفات پر پورا ایمان اور یقین رکھو۔“

لیکن مسلمان اپنی اس امتیازی شان و شوکت کو کھو بیٹھا اور غیر اقوام مسلمانوں پر تنقید کرنے کی قابل ہو گئیں، عیب کہ کچھ دلوں قبل حیدرآباد کے ایک وکیل مسٹر بی جی کیسکر نے صدر جمہوریہ ہند کو ایک مکتوب لکھا کہ حیدرآباد کے راجہ پر مکہ کی کٹک کوٹھی میں دو سو نو جوان عورتیں اپنے شہری حقوق کا استفادہ نہیں کر رہی ہیں وہ فیکس ہیں اور انھیں خودی آزادی دلائی جانتے، اس سے قبل بھی وکیل موصوف نے حیدرآباد کی ایک عدالت میں اسی نوعیت کی ایک درخواست دی تھی۔ کیا یہ غلط ہے کہ اس میں اکثر نو جوان عورتیں فحش کاری ہی کے لئے امیر حرم کی جاتی ہیں۔

حیدرآباد کے راجہ پر مکہ مسلمان ہیں اور ان کے اس عمل پر ایک مسلمان کو تنقید کرنا چاہیے تھا، لیکن کتنا حیا کا مقام ہے کہ غیر قوم کا ایک فرد مسلمان کے اس عمل پر تنقید کرتا ہے اور ہاتھ دھو کر ان کے پیچھے بڑھتا ہے، درحالیکہ اللہ نے یہ مرتبہ نہیں دیا تھا کہ ”تم لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے روکتے رہو۔“

اسی طرح اکثر مسلمان امر اور تنقید سے بچ نہیں سکتے
 آج ہم خود بڑی باتیں اور بڑے کام کرنے لگ گئے، اگر ہم
 اپنی روایات برقرار رکھتے تو دنیا ہمارے نمونہ عمل سے اپنے
 اعمال کا سبق لیتی، اگر ہمارے اعتقاد کی بنیادیں مستزول
 نہ ہر گئی ہوتیں، اور ہم نے خود صراطِ مستقیم کو نہ چھوڑ دیا ہوتا تو
 اس وقت دنیا کے چہرہ چہرہ پر ہمارے ہی تخت پکھے ہوتے
 اور مشامِ ادرایمان اور دیگر نام نہاد اسلامی نمائندگیوں
 ہر وقت جو اقتدار کی کشمکش میں لے آتی ہے اس کی وجہ
 صرف یہی ہے کہ اہل اقتدار خدائی حقوق چاہتے ہیں، انہیں
 ملک و قوم کا پاس ہے نہ لحاظ وہ منسٹری اور پرامن منسٹری
 چاہتے ہیں۔

درحقیقت ہمیں ہماری غفلتوں اور بد اعمالیوں سے
 تباہ کیا، وہ اس قدر ہی تعلیمات پر عمل کر کے مسلمان ہرگز وہاں
 پذیرا اور سکوناً نہ جاتا ہیں نہ رہ سکتے تھے، جب تک ہم نے
 خدا کے احکامات کی سختی سے پابندی کی، دنیا ہماری غلام
 بنی رہتی۔ اور جب سے ہم نے اسلامی تعلیمات سے کٹا رہ گئی
 اختیار کرنی شروع کی ہم ذلتوں اور خواریوں کے گرداب میں
 پھنس گئے۔

کیا یہ کچھ کم عمر تھا کہ اور ولد و ذوات ہوں کہ جو
 دنیا میں شاہی اور سرماں روائی کرتے آئے تھے وہ زمانہ
 بھر کی محسوس کا دارا اپنی پیدائشی پر لے رہے دوسراں کی
 زندگی بسر کر رہے ہیں۔

مصر کے شاہ فنا روق کو ایک جبریل اور نصیحت
 کو نزل نے بڑی بے عزتی سے نکال دیا، شاہ ایران نے اپنی
 ملکہ کے ہمراہ ڈاکٹر مصدق وزیر اعظم کے ذریعے طیارہ
 کے ذریعہ جان بچانے کیلئے ماہِ فرار اختیار کی تھی، اور خود دیر آبا
 کے نقلِ الہی، مانع ہر مذکورہ سے گئے، کہا جاتا ہے کہ پولس
 ایکشن سے قبل آپ مسلمان یا اسلام کا جواب انگلی کے ایک
 اشارہ سے دیا کرتے تھے۔

آج ہم دعا میں کہتے ہیں لیکن قبول نہیں ہوتی ہمارے
 آباؤ اجداد دعا میں کہتے تھے۔ جن کو جلالِ توّافی بنا کواں تو

کہتے تھے اور بڑے نیک نسل جاتی تھیں، مصیبتوں سے نجات مل جاتی تھی،
 باطل قوتوں اور طاقتوں سے چھٹکارا نصیب ہوا جاتا تھا، ظالم ذلیل
 غوار جو جاتے تھے۔

آج ہم وہی ہی صورت بنا کر نازل شدہ بلاؤں کے نل جانے
 کے لئے بازگاہِ مستجاب الدعوات میں دستِ بدعا بھی ہیں لیکن عذاب
 الہی اور قہرِ خداوندی مختلف صورتوں میں نازل ہی ہوتا جا رہا ہے
 حادثات کا ایک سیلاب آج، فتنے ہیں، تعقیب ہے، اور مختلف بلاؤں کا
 ہم پر نزول ہی ہوتا جا رہا ہے۔

آخر کبھی میں غور کر سکی فرست بھی ملی کہ آخر یہ سب
 کچھ کیا ہو رہا ہے؟ کیوں ہو رہا ہے؟ آخر جو بات کیا ہیں؟
 اس کی صاف اور اصل وجہ نہیں ہی دکھائی دیتی ہے کہ
 ہم بد اخلاق ہو گئے ہیں۔

حضور اکرم کا ارشاد ہے کہ ”تم لوگوں میں مجھے سب سے
 زیادہ وہ شخص عزیز ہے جس کے اخلاق سب سے عمدہ ہوں۔“
 ”سب سے بھاری چیز جو قیامت کے روز مومن کے
 میزان اعمال میں رکھی جائیگی وہ حسن خلقی ہے۔“
 ”ایمان لانے والوں میں سب سے زیادہ کامل الامان
 وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔“

”جس نے اپنے نفس کو بد اخلاقی سے پاک کیا وہ کامیاب
 ہوا۔“

بے شک ہندوستان میں صاحبانِ علم کی کمی نہیں،
 لیکن صاحبانِ کردار حقا ہوں اور قومی زندگی میں انقلاب پیدا
 کرنے کے لئے صاحبانِ علم سے زیادہ صاحبانِ کردار کی ضرورت
 ہے۔

غور سے مطالعہ کیا جائے تو ہر مذہب نے اخلاق کو بڑی
 اہمیت دی ہے، اسلامی، مذہبی احکام ہوں یا حضرت مومنؐ
 کے احکام عشرہ، حضرت عیسیٰ کے مواظف ہوں یا زرتشتی اصول
 مذہب، بدھی اصول ہوں یا ہندو مت کے قوانین، سب ایک
 ہی امر کی تلقین کرتے ہیں وہ یہ کہ شیکھی پر عمل کرو اور برائی
 سے پرہیز کرو۔

ہر زمانہ میں قوموں کا غور ساختہ اخلاقی معیار

حدیں کبھی عبور نہیں کرتے، کسی بزرگ زید ہستی کو بھوکا پیاسا اولاد و رفتار کے ساتھ میدان کر لیا، یہاں شہید کر دیا جاتا ہے، لیکن وہ ہستی خدا کے احکام سے ذرا بھی مخبرف نہیں ہوتی۔

”اخلاق“ — ایک عنوان ہے ایک فقہی سرمایہ ہے لیکن آج ہم نے اخلاق کے اس درس کو بالکل ترک کر دیا، بھول جاتے تو یاد دلایا جاتا، صرف اسلام کو نایا اس کا جواب دینا ہی اخلاق حسنہ نہیں، بلکہ ماں باپ کے سامنے اُفتِ مشک نہ کہنا، کسی کے گھر جاسی تو ایک طرف کھڑے ہو جانا اور اہل راسے کی اجازت مانگنا، گالی گفتار سے بچنا، سینا بینی سے اجتراد کرنا بھی اخلاق ہیں۔

فادات حسنہ کی تشکیل کے بغیر عقلِ سلیم کی ترقی ممکن نہیں مسلمان کی یہ کس قدر کم نصیبی ہے کہ اس کے پاس قرآن پاک جیسا عقل دستور موجود ہے، پھر بھی وہ عقلاتوں و ارسطو کے درس سننے دوڑتا ہے۔ کوئی لینن کو، اسٹالن کو اپنا سہارا سمجھتا ہے کوئی کیوڑم کو راہ کجائت قسم اور دیتا ہے۔

اسلام میں اخلاق کا زبردست مقام ہے، اگر حقیقتاً اورنگ زیب یا ہندوستان کے دیگر مسلم فرماں روا اس دستور مستحب اور میت فکرن ہوتے جیسا کہ ڈاکٹر کاٹھو وغیرہ نے لکھا ہے تو ہندوستان میں ہندوؤں کا کوئی معبد شاہی ہی بنی رہتا؟ ہندوستان میں کئی سو برس تک مسلمانوں نے حکومت کی، مغلیہ خاندان تو چھایا ہوا ہے پھر بھی مسلمان اُن اقلیت میں ہیں، مسلمانوں نے جنگال پر صدیوں حکومت کی، مگر اس صوبے کے بڑے بڑے زمیندار ہندو ہیں، کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں کہ مسلمانوں نے حسن اطلاق سے کام لیا تھا۔

لیکن آج ہم سب بھگ گئے، کیا گزشتہ جنگِ عظیم کی خون ریزی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعمیرِ عدمِ تشدد کے منافی نہ تھی؟ کیا ہندوستان کے ہندو کیلئے ”بھگوت گیتا“ ایسی مقدس کتاب میں اخلاق کا درس موجو نہیں ہے؟ اور کیا مسلمانوں نے اللہ کی اس رسی کو بالکل ترک نہیں چھوڑ دیا جس کو پکڑ کر رہنے کے لیے اللہ اور اس کے رسول نے سستی سے حکم دیا تھا۔

مگر انسانوں اور شاہوں نے آسمانی قوانین اخلاق کو

ایک ہی نہیں رہتا، مثلاً ملکہ انرہتہ کے زمانہ میں عثمانی کا تختہ نظر آنا معیوب لگھا جاتا تھا، اب گھنسا دینڈائی بھی نظر آسکتا ہے، عرب میں اسلامی تعینات کی اشاعت سے قبل لڑکیوں کو لڑکھہ دفن کیا جاتا تھا، اب وہی قوم اس حرکت کو پہچان نہ تصور کرتی ہے، راجہ مودن رام کی تعلیم سے قبل ہندو عورتیں اپنے شوہروں کے ساتھ سستی ہو جاتی تھیں اب یہ خیال خام ہے۔

انگریزوں کے یہاں قسمی عزیروں کے سارے قص کرنے پر پابندی تھی اب یہ قید نہیں بلکہ مسلمان اس معاملہ میں آگے قدم بڑھا رہا ہے، اب گوڈرستندھ مسٹر ابراہیم رحمت اللہ کراچی کے ایک ہوٹل میں سلیم آفاخان کیساتھ ناچتے ہیں، ہندوستان میں ایران کے سفیر کی صاحبزادی اس حکمت مہاراجہ علی، اجپور کے ساتھ ناچتی ہیں، مختلف مذہب میں جو چیزیں عرصہ قبل ممنوع تھیں اب عین فیشن بن گئی ہیں یہ انسان کی بنائی ہوئی حدیں ہیں جو حالات یا خواہشات کے تابع ہیں اور جو ہمیشہ تفسیر پذیر رہتی ہیں۔

لیکن اخلاقی مسیاد ایسے جو نے چاہیں جو دائمی ہوں اس لئے قدرت نے اپنی طرف سے اخلاقی حدیں مقرر کیں اور قدرت کا بتایا ہوا یہ قانون اعلیٰ اور ہر زمانہ اور ہر ساحل میں یکساں طور پر قابل قبول ہے۔

امریکہ کا بھی دستور ہے جو پ کا بھی دستور ہے اور ہندوستان کا بھی دستور ہے لیکن ہر سال متعدد ترمیمات ہوتی ہیں، اور اللہ کے دستور ”قرآن“ کو تیرہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر گیا لیکن ایک بھی تبدیلی نہ ہو سکی، اور قیامت تک بھی کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی، کیونکہ اللہ کا قانون اعلیٰ ہے اور اللہ اپنی بزرگ زید ہستیوں کے ہاتھ قانون بھیجتے رہے ہیں، یہ بزرگ ہستیاں خود زبردست عامل ہوتی تھیں اس لئے انسان نے ان قوانین کو بے خوشی قبول کیا۔

کسی کو فخر و عروج کی طرح کی تکلیفیں دیتا ہے، لیکن وہ ہستی ہے کہ اپنی تبلیغ سے باز نہیں آتی، کسی کو مفسد کے قید خانہ میں قید تنہائی کی سزا مل سکتی پڑتی ہے، لیکن وہ اخلاق کی

قیام اور عہدہ میں لات گزارتے ہیں۔ جو ذوقِ فضولِ خسرجی کرتے ہیں نہ تنگی، بلکہ درمیانی راہ اختیار کرتے ہیں، اور جو خدا کے سوا کسی اور کو نہیں پکارتے اور کسی جان کا بے گناہ خون نہیں کرتے جسکو خدا نے منع کیا ہے، اور نہ بدکاری کرتے ہیں۔ اور جو ایسا کرے گا وہ گناہ سے بچو ستر ہوگا اور جو جھوٹے کام میں شامل نہیں ہوتے اور جب کسی لغویت پر گواہ ہے یوں تو خودیگی اور وقت اسے گزر جاتے ہیں۔ وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں اور بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں اور جو قصہ کی حالت میں مصافحہ کرتے ہیں اور اپنے پروردگار کی پکار کا جواب دیتے ہیں، مانا دیا کرتے ہیں:

اسلام میں اخلاق کو جو اہمیت ہے وہ اس سے ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں جو دعا مانگتے تھے اس میں ایک فقرہ یہ بھی ہوتا تھا: "اور میرے خدا تو جھوکو بہتر سے بہتر اخلاق کی رہنمائی کر۔ تیرے سوا کوئی بہتر سے بہتر اخلاق کی راہ نہیں دکھا سکتا۔ اور برے اخلاق کو مجھ سے پیر دے، اور ان کو کوئی نہیں بھیڑ سکتا لیکن تو۔"

ان الفاظ کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوگا کہ خود بخیر صلی اللہ علیہ وسلم خدا سے تعرب کے بہترین موقع پر بارگاہِ اہی سے جو چیز مانگتے ہیں وہ حسنِ اخلاق ہے۔ ایک شخص نے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ سے دریافت کیا کہ مشورہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کیسے فرمایا لیا تم نے قرآن نہیں پڑھا؟ وہ اگر غریبوں، مسکینوں کی امداد و اعانت کا حکم دیتے تو پہلے خود اس فسر ض کو ادا کرتے، خود بھروسے دیجے دوسروں کو کھلاتے، آپ نے اپنے دشمنوں اور قاتلوں کو معاف کیا، اپنی ذات کے لیے کسی سے بھی انتقام نہیں لیا، کپڑوں کی شدید ضرورت کے وقت بھی جس نے آپ سے کپڑا مانگا خود اپنی چادراتا کر کھالے کر دی۔

ترمدی میں ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی مجلس میں فرمایا کہ نبی اسرائیل میں اخلاقی منزل اس طرح شروع ہوا کہ جب ان میں برائی پھیلنے لگی تو ان کے علمائے منع کیا، جب وہ نہ رکنے تو علماء بھی ان کے ساتھ بیٹھے اور

چھوڑ کر اپنے وقار کے لیے قانون بنانے شروع کیے، وقتا فوقتاً اس لئے بنایا گیا کہ فسر میں مظلوموں کے جانگے ہوئے شعور کو کھل دیا جائے اور ان کے افکار اور تخیلات کو اتنا اپنا جگ کر دیا گیا کہ ان میں اب اپنی بقا اور عقل سے سوچنے کا احساس تک نہ رہا اور اس انسان کے بنائے ہوئے قانون میں بد اخلاقی کا عنصر زیادہ شامل رہا، حکومتوں کے بنائے ہوئے آج کے قوانین تاریخ کی موت ہیں جو اپنے سے کمزور کو پھانسی لیتے اور طاقتور سے ٹوٹ جاتے ہیں، ان مہذب قوموں میں بھی جو اپنی تہذیب کا ڈھول بجاتی رہتی ہیں، قانون اور انصاف کی دھجیاں اڑ رہی ہیں جہاں بنی نوع انسان نئی ایجادات اور اختراعات سے کم نہیں ہیں انسان کا سب سے ارفع و اعلیٰ اور بے مثال جوہر انسانیت اخلاق اور سچی روحانیت ہا مال ہو چکے ہیں،

جہالت اتنی بڑی نہیں رہتی کہ علم کے پردے میں چھوڑتی ہے آج ہر گھر میں علم کا دیباچہ مل رہا ہے اور ہم بد اخلاقی کے مور پر غم نہیں ہیں۔

فلسوں نے ظالموں اور کسوں بچوں کے اخلاق کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچایا، سینما جی سے ان کے اخلاق یا کل تباہ ہر ماہ دہر گئے، بیگ دن دہاڑے لڑنے مارتے لگے، زنا کثرت سے ہونے لگے، طالب علموں اور توجیوں کے دماغوں پر عورت اور "عبت" اثر کرنے لگی اور امتحانات کے نتائج ہم فیصدی سے بڑھ دیکے۔

فلسوں نے عورتوں کو عصمتِ شرمی ہرا بھارا اور جہاں تعمیر نہ کھلے گئے، وہاں وہاں دن بدن فحاشی پھیلنے لگی، عورت کا مقام گرنا گیا، وہ بہت سستی اور ذلیل دوزار ہو گئی، اور آج وہ "مہسراغ خانہ" کی بجائے "روتی غصن" بن گئی ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تسلیم میں خدا کے نیک بندے اور مقبول بندہ وہی قرار دیتے گئے جسکے اخلاقی بھی اچھے ہوں۔

ارشادِ باری ہوتا ہے "اور ہم ولے خدا کے بندہ وہ ہیں جو زمین پر دسے پاؤں چلتے ہیں، اور جب نامحلوگ ان سے بات کریں تو وہ سلام کہیں اور جو اپنے پروردگار کی عبادت کی خاطر

اور کھاسنے پینے لگے، صحبت کے اثر سے وہ بھی دلیہ ہی ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی معرفت ان پر نعمت کی۔

ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو جو آنحضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے گالی دی، وہ سن کر چپ رہے اس نے دوبارہ وہی حرکت کی وہ پھر بھی چپ رہے، اس نے پھر تیسری مرتبہ بدزبانی کی تو وہ چپ ذرہ کے اور کچھ بول اسٹھے پھر دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوراً اٹھ گئے، حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ مجھ سے عداوت ہے، آپ نے فرمایا اسے ابو بکر صدیقؓ جب تک تم چپ تھے خدا کا فرشتہ تمہاری طرف کھڑا تھا، جب تم نے جواب دیا وہ جھٹ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے صلہ رحمی یہ نہیں ہے کہ صلہ رحم کرینو انوں سے صلہ رحم کرو، بلکہ یہ ہے کہ جو قطع رحم کرے اس کے ساتھ صلہ رحم کرو۔

ایک دفعہ ایک اعرابی نے خدمت نبوی میں آکر عرض کی یا رسول اللہ مجھے وہ بات بتائیے جس کے کرنے سے جنت مل جائے، آپ نے اس کو چند باتیں بتائیں، نبیوں کے فرمایا "ظالم رشتہ داروں پر اپنی عادتوں کی بارش کرو" سقراط، افلاطون کے مکالمات اور ارسطو کا اخلاقیات پڑھ کر ایک شخص بھی صاحب اخلاق نہ بن سکا، مگر یہاں تو میں کی قومیں ہیں جو نبوی علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اخلاق سے بڑے بڑے مدارج اور مراتب پر پہنچیں اور ان زمین کے کڑے پر جہاں کہیں بھی حسن اخلاق کی کرن ہے، وہ نبوت ہی کے کسی مطلع انوار سے چھن کر گل رہی ہے۔

اخلاق دراصل انسانوں کے باہمی تعلقات میں خوش نیتی اور اچھائی برتنے کا نام ہے۔

مسلمانوں کی عظمت و بزرگی اور اقوام عالم پر فوقیت و برتری اس میں تھی کہ وہ بااخلاق انسان ہوتے، انکی زندگی حسن عمل کی ایک زندہ مثال ہوتی۔

آج کا مسلمان محض اس کے عظمت و اخلاق اور حق و صداقت

کا پیکر ہوتا، بد اخلاق بن گیا ہے، بے حیا و بے شرم بن گیا ہے ماں باپ کے سامنے "آف" تک کرنے کا حکم نہیں، لیکن آج وہ حد درجہ گستاخی کرتا ہے، جاں سوز کرکٹیں کرتے ہوئے وہ فخر و خوشی محسوس کرتا ہے، بد اخلاقی کو عین نشین سمجھتا ہے۔

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس کی حیات پاکیزہ گی کے نور سے جگمگا اٹھی، وہ رسالت مآب فخر کائنات کی مکمل اطاعت اور اتباع کرتا، مگر آجکل ایسا نہیں ہو رہا ہے۔

علماء خود بخینکے ہوئے ہیں، اور مسلمانوں کو بھٹکا رہو ہیں۔ مسلمان دن بدن بد اخلاق بن سکتے جا رہے ہیں، بیضا بینی کی بدترین عادت جب تک ترک نہیں جو حسانی مسلمان خوش اخلاق نہیں بن سکتے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ "مجھے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ گناہ بکنے کے آلات توڑ دوں اور ان جنوں کو مٹا دوں جن کی زمانہ جاہلیت میں پروردگار ہوا کرتی تھی"۔

اب بتائیے کیا حکم گناہ بکنے کے کوئی طریقہ شہ ہے علاوہ ازین نسلوں میں یہاں فیصدی فحاشی ہوتی ہے، آپ ان کچھ صحیحہ خیر اخذ نہیں کر سکتے سوائے اس کے کہ گراہی اور ضلالت کے گڑھے میں گتے جاتیں گے۔

کیا وہ شخص قابل تعریف نہیں ہے جس نے سینا کی مشین ایجاد کر کے آج لاکھوں مسلمانوں کو ان کے عظیم الشان مذہب کے بیگا نہ کر دیا؟ سچائی اور مراعات تقیم سے گراہ کر دیا؟

سن نے میں آ رہا ہے کہ اب عربستان میں بھی تعزیر نہ کھینے والے ہیں، دیکھتے اب کتنے لوگ فحاشی میں مبتلا ہوتے ہیں؟ "وضع میں تم جو نصاریٰ تو مسلمان بن ہوؤ پھلاں ہیں! جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود"

آج کے مسلمان — نماز پڑھ کر مسبحے نکلے ہیں اور فحش گالیاں دینی شروع کر دیتے ہیں ماں باپ کی گالیاں تو زبان زد جسام ہو گئی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب تک وہ گالیاں زدیں تو ان کا کھانا ہضم نہیں ہوتا۔

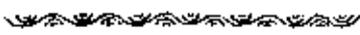
ایک مسلمان کو اپنی زبان سے اس قسم کی گالیاں دیتے

ہندوستان میں مسلمانوں کے تعلق سے بہت سی جماعتیں ہیں۔ جیسے ایک مرکزی جماعت "بیعت العلماء" ہے، حیدرآباد میں دو نوجوانان ملت اور "تعمیر ملت" بھی ہے، اور "جماعت اسلامی" بھی۔

کئی ایسا ہوتا ہے کہ جب عین رسم سے پہلے مسلمانوں کو مسلمان بنائیں۔ بجائے اس کے کہ وہ دیگر مسائل میں الجھیں اگر یہ مسلمان مسلمانوں کو سمیٹنا یعنی، کافی مادی اور جسمی بے راہ روی کی تہذیبی عادات سے چھٹکارا دلائیں تو وہ اسلام پر اور مسلمانوں پر بہت بڑا حسان کریں گی اور اس سے بڑی خدمت ان کی اور کوئی نہ ہو سکے گی!

میں پھر ایک بار مسلمانوں سے کہوں گا کہ وہ حسن خلق پیدا کریں، قادی کو رادہ نہیں۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ خوش است۔ اخلاق کا خراب ہو جانا ہے، اور بد خلقی نیک عمل کو ایسا بگاڑتی ہے جیسے سرکہ شہد کو بگاڑ دیتا ہے۔

اسلام نے جس اخلاق کو سراہا ہے وہ غلصانہ اخلاق ہے نہ کہ ریاکارانہ خوش خلقی۔



مرزا ناچا ہے کہ وہ ہمیں زبان سے گھر پڑھتا ہے، درود کا۔ روکنا سب، قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے اور پھر ٹاپا لے کر شرمناک کالیاں لہی اسی زبان سے وقتا ہے۔

بعض لوگ اس خیال سے فحش نکالیاں دیتے ہیں کہ وہ پانچ وقت کی نماز جماعت سے ادھر کرتے ہیں، اگر ایسا ہوتا قرآن پاک کے پارہ ۳۰ میں سورہ ماعون میں یہ آیت نازل نہ ہوتی: **قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخْشَوْنَ**

ترجمہ:۔ تو خرابی ہے ان نمازوں کی جو اپنی نماز کی حقیقت سے ناواقف ہیں، بوجھلادے گا کام کرتے ہیں، اور ماعون کو روکتے ہیں۔

جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مسلمان کو نماز کی پابندی کے ساتھ ساتھ اور بھی چند کاموں کی پابندی لازمی ہے۔

ایک دفعہ کسی نے حضرت علیؑ سے سوال کیا تھا کہ آپ کب کس بات سے ڈرتے، آپ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑ کر تین بار ارشاد فرمایا: "اس سے ڈرتے!"

اس سے کیا ہم یہ نتیجہ اخذ نہیں کر سکتے کہ زبان کو قابو میں رکھنا چاہیے، لیکن ہمارے نوجوانوں نے بد اخلاقی کو خوش اخلاقی سمجھ لیا "بریں عقل و دانش بہ پایند گریست"؟

ظہور تہدی از صفحہ ۲۹۔

نوادار جو اس کی روشنی میں عمل کیا جائے، ملاحظہ ہو حضور نے فرمایا:۔

میری امت میں نہیں بھولے پیدا ہوں گے، ان کا یہ زخم ہو گا کہ میں خدا کا نبی ہوں، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی (کسی قسم کا) نبی نہ ہو گا، میری امت میں ہمیشہ ایک گروہ حق پر قائم رہے گا، اس کے مخالف اس کو ہرزہ پہنچا نہیں سکیں گے یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی، اس حدیث مبارک میں منہوی اعتبارات جو کارسوز ہیں اس کے ہمیشہ نظر مار لیں یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضور نے اس خیالی سے کفر پرست علماء اپنی تبلیغی کامیابیوں سے متاثر ہو کر کہیں دعویٰ نبوت نہ کر

بھیں، آپ نے اس کی نفی کر دی، اور فرمایا اگر کسی نے میرے بعد کسی قسم کی نبوت کا کوئی دعویٰ کر دیا تو وہ جھوٹا سمجھا جائے گا اگر ایسا نہ ہوتا تو حق پرست گروہ کیسا تھ جھوٹا۔ مدعیان نبوت کا تذکرہ بے حل اور بے معنی ہو جاتا اور جس مقصد کے تحت حضور نے اس طرح فرمایا ہے وہ فوت ہو جاتا ہے حالانکہ بارگاہ نبوی سے جو احکام صادر فرمائے گئے ہیں اس کا ایک ایک لفظ وزنی اور پران حکمت ہیں، جن پر ہر اعتبار سے حجت قائم کی جا سکتی ہے، انشاء اللہ ہم آئندہ رجال سے متعلق گفتگو کریں گے۔

مسجد مسجد مبارک

ازہ مکا ابن العرب کی

تاریخ نوشتہ از اپریل ۱۹۵۵ء

”درگاہ اجمیر میں پنڈت پنت کی دستار بندی کی گئی“

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اب پاکستان سے محمد علی یا کوئی اور علی بھارت تشریف لائیں گے تو ان کی دستار بندی ہرلا سندھ یا سو سات وغیرہ میں کی جائے گی۔

مگر مجھ ناقص العقل مٹکا کا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہو گا کیونکہ اس کی بہت ساری وجوہات ہیں۔ نمبر ایک یہ کہ ہندو بھارتی مذہب کے معاملہ میں ابھی حماقت و جہالت کی ان گہرائیوں تک نہیں پہنچ سکے ہیں۔ جہاں تک مسلمان بھائیوں کی پہنچ ہے۔ نمبر دو یہ کہ بھارت میں مسلمانوں کے مفادات محفوظ رکھنے کی خاطر مسلمانان بھارت کے شیرازیہ رئیس عظیم الشان درباری خوشامد کو یہاں تا ضروری سمجھے ہوتے ہیں اسے پاکستان کے ہندو بھارتی قلعہ ضروری نہیں سمجھتے۔ نمبر تین یہ کہ ہندو برادران آج بھی اپنے چھبر کے بتوں کو خدا سمجھتے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کا خیال ہے کہ کیونترم کے اس دور میں خدا وغیرہ کا جھنڈ غرضید ہے اور ایمان دین کو جہاں جس بھاد میں بیچنے کی ضرورت پڑے بلا تکلف بیچنا چاہئے۔ نمبر چار یہ کہ متحدہ قومیت اور سوشلزم کے ملاپے جو نئی نسل جنم لے گی اس کے لیے اسی طرح کے معاشرے کی ضرورت ہے جو کہ ہندو اذان دین سلمان سمجھن گاہیں۔ ہندو درگاہوں پر عرس منائیں مسلمان ہولی کھلیں۔ نمبر پانچ یہ کہ ضرور درگاہ اجمیر کے کسی خدا سیدہ مجاور کو خواب آیا ہو گا کہ اے سونے والے آٹھ اور خدا کے محبوب ہندو پنڈت پنت کے دستار باندھ!

جو متحدہ قومیت کی ہے! سوشلزم کی ہے! اکبرزم کی ہے!

۱۲ اپریل ۱۹۵۵ء۔ الازہر یونیورسٹی (مصر) کے نائب شیخ نے

”کشمیر عالم اسلام کا حصہ ہے!“

اجی برازیل اور سائیریا بھی عالم اسلام ہی کا حصہ ہے۔ عرش سے فرشتے تک سارا عالم اسلام ہی ہے۔ بس اللہ میاں کے نقشہ ساز فرشتے سے اتنی بھول ضرور ہو گئی کہ فلسطین کو ”عالم اسلام“ سے نکال دیا اور نہ چین و جاپان امریکہ روس بھی عالم اسلام ہی کا حصہ ہیں۔ اور امید ہے کہ جب آپ اپنے فتاویٰ کی مدد لائے تو ان کا بچہ بچہ تہ تیغ کر دینے کے اہم دینی کام سے فارغ ہو جائیں گے۔ تو جس ابی ناصر کی سرگردگی میں جہاد فی سبیل اللہ کو نکل کھڑے ہوں گے۔

شیخ صاحب! آپ اپنی مسجدِ شوخت پر بیٹھ کر چلے جتنے شیخ چلیوں کے خواب دیکھے جائیں۔ لیکن ہم مسلمانوں سے پوچھتے تو وہ آپ کے نام نہاد ”عالم اسلام“ سے پناہ مانگتے ہیں۔ کشمیر میں جے ٹک شیخ عبداللہ کو بغیر جرم قید کیے رکھنے کا ظلم موجود ہے۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ آپ کے ”عالم اسلام“ کی طرح یہاں بگناہوں کے نیچے پھانسیوں عقوتوں اور جہمی عذابوں کی گرم بازاری نہیں یہاں آپ کے ”عالم اسلام“ والا بازار جن نہیں جہاں جوانی اور عصمت کی باقاعدہ دکانیں بھی ہوتی ہوں۔ یہاں اخلاق اور دست اس حد تک مردہ نہیں ہوتے جس حد تک وادی نیل میں ہو چکے ہیں۔ یہاں شراب اور زنا اب تک شرفاعلام ہیں۔ یہاں سبوں میں اب تک بوٹ پہن کر نہیں چلا جاتا۔ یہاں اب تک کھڑے

۳۴ اپریل ۱۹۵۵ء۔ اخبار میں ایک تصویر تھی جس پر یہ عبارت درج ہے۔

”ٹیکنک کے لائسنس کے ہنست اٹیم ہم پر پابندی

لگانے کے متعلق درخواست پر دستخط کر رہے ہیں۔“

اس کا نام ہے تصویر برائے تصویر۔ ممکن ہے شرعی نقطہ نظر

سے کسی لامالی تصویر چھاپنا تو اب و برکت کا باعث ہو ورنہ فسادی

کی نگاہ میں تو بالکل نہیں آیا کہ اس تصویر کی اشاعت کا اور کیا مقصد

ہو سکتا ہے۔ فرض کیجئے بیچ میدان کے ایک درخت کھڑا ہو اور آپ

اس کی تصویر اخبار میں چھاپ کر یہ عنوان لکھیں۔

”ایک درخت بیچ میدان کھڑا ہے!“

تو ایمانداروں سے بتائیے اہمیت اور حسن و دلکشی کے لحاظ سے

اس تصویر میں اور بر والی تصویر سے کیا کمی ہوگی۔ جتنی بے نتیجہ ہے اتنی

ہی وہ۔ اس صحافتی روش کی تقلید میں اب غالباً اس طرح کی تصویریں

بھی چھپا کر بنی گئی کہ۔

”شہری کے شیخ الاسلام اٹیم ہم میں کیتے پڑنے کی دعا

مانگ رہے ہیں۔“

”روس کے احاج اٹیم ہم کو کوسے کوسے رو پڑی ہیں۔“

”آئرن ہارڈ گر جا میں اٹیم ہم کی بربادی کے لیے دست

درعا ہیں۔“

بلکہ اخبار کے صفحے بھرنے کے لئے اس طرح کی تصویریں بھی کام

دیں گئی کہ۔

”ایک طوطا جو اڑ رہا ہے۔“

”ایک مرغی جو دوڑ رہی ہے۔“

”ایک آٹو جو بول رہا ہے۔“

آپ کو خدا کی قسم۔ ذرا سوچئے تو یہی غریب اٹیم ہم کو جہنم جینے

کے لئے جہاں سے سائنس دانوں اور حکمرانوں نے بے شمار دولت و منافع

اور محنت کیا اسی لئے کہ یہ جاپان کے لاناؤں بھارت کے امن

پرستوں اور ضرور عراق کی شیعوں کی عاجزانہ درخواست پر انھیں زندہ

دفن کر دیں۔ امن پسندی انسانیت نوازی اور سعادت مندی کا سینما

پلاسے کے لئے آپ چاہے ایک ہزار درخواستیں ایک کروڑ دستخطوں سے

دیں لیکن ان کا انجام وہی ہوگا جو اردو کے بارے میں فضیلت آب

جو کہ موتے کا راج اہل علم میں مقبول نہیں۔ خدا وہ دن کبھی نہ لائے

جب کثیر آپ کے نام نہاد ”عالم اسلام“ میں پہنچ جائے۔

۳۴ اپریل ۱۹۵۵ء۔ ایک مسلمان ایم۔ ایل نے اپنی تقریر بیچ

کانپور میں فرمائی ہے کہ مسجد محللی بازار کا مینار ایک مردہ لاش ہے

جسے نہ دفنایا جاتا ہے نہ گرگرایا جاتا ہے۔ لہذا یہ مینار بھی ایک لاش میں بار

کا ایک سبب ہے۔

بالکل بجا۔ جو چیز ایک لاش میں بار کا سبب بنے وہ نوسے کی

روسے فوراً مٹانے کے قابل ہے۔ متحدہ قومیت، سیکولر ازم اور

جمہوریت کے جوڑے بڑے بڑے متحجر عالم ہیں ان سے اگر کوئی لچوڑ تو یقیناً

وہ کہیں گے کہ ایک مینار کیا اگر دس مسجدیں بھی ایک لاش جتنے کے لئے

بگڑانی پڑیں تو بے دریغ گرا دی جائیں۔ حقیقت میں ایک جمہوری

ملک کے لئے ایک لاش کا سوال موت اور زندگی کا سوال ہوتا ہے۔

مسجدیں تو چھری بن سکتی ہیں اور نہ بھی نہیں تو اول تو ہندوستان میں

ان کی تعداد اتنی کافی ہے کہ بقول مولانا عبدالغفور افغانی۔ مسجد

سازوں نے اسراؤں اور مبالغہ سے کام لیا ہے۔ دوسرے مسجدیں اگر

کم بھی پڑ جائیں تو مملکت ازم کا زمانہ گزر گیا۔ نماز کی تولیوں بھی

آج کے مصروف ترین ترقی یافتہ دور میں گنجائش نہیں۔ دہنساؤں

اور عوام کے لئے اتنے بے شمار تعمیری کام تو بے طلب پڑے ہیں کہ پانچ وقت

نماز میں وقت صرف کرنا گوا وقت کے صحیح مصرف سے بے خبری اور

اور فرض ناشناسی ہے۔ پھر اگر نماز پڑھی ہی جائے تو گھر کے کوسے

کیا کم ہیں۔ نماز جیسے پرانیٹ سببے کو بیچ مشرک لانا تہذیب خانہ

کی بلند عیساری اور عظمت کے ستانی ہے۔

تو مطلب کہنے کا یہ ہوا کہ مینار گراؤ۔ یا دیوار حرم ڈھاؤ۔ موزیہ یا

سجاو یا چٹیاں رکھو۔ رشوت دیوار رشوت لو۔ کمیونسٹ بنو یا جیننگ

میں جاؤ۔ کچھ کرو ایکشن جیٹو۔ ایکشن کی جیت قاضی العوامات بھی ہو

ستاہ خوب بھی۔ بعض بیچے ہوشہ رفتیوں کا خیال ہے کہ شاید اللہ

میںاں یوم قیامت میں بھی دوزخ و جنت میں داخلے کے لئے ایکشن ہی

کا طریقہ جاری فرمائیں گے اور جنت میں داخلے کے لئے ضروری تعمیر گجا

کم سے کم ایم۔ ایل۔ لے کی ڈنگری ہاتھ میں ہو۔

صدر جمہوریہ بھارت کی خدمت میں پیش شدہ درخواست کا جواب ہے بلکہ یہاں تو یہ امکان بھی ہے کہ کبھی صدر احمد رضا اور کادریا کو سخاوت جو جس میں آجاتے اور بھکاریوں کے آگے کچھ بڑیاں پڑ جائیں لیکن جن کا نام روس اور امریکہ ہے۔ وہ نہ لاماؤں کے قائل ہیں نہ شیوں اور لاما جنوں کے۔ نہ ایٹم بم ناشتہ میں کھانے کے لئے بناتے ہیں۔ نہ وہ اس ضرب المثل سے ناواقف ہیں کہ گتا بھونکے جانے کا ڈی جھلتی جاتے!

۱۵ اپریل ۱۹۵۵ء۔ پنڈت ہر دے دیاسات عالم برصغیر کو لے کر تہمت فرمایا۔
 ”عالمگیر جنگ چھڑی تو پاکستان ایٹم اور ہائیڈروجن بم کا نشانہ بن سکتا ہے۔“
 زبے نصیب۔ زبے قسمت۔

سر دوستاں سلامت کہ تو خیر آزمانی!
 بات یہ ہے پنڈت جی کہ اگر یہ اظہار حقیقت آپ نے پاکستان کو خوف زدہ کرنے کے لئے کیا ہے تو یقین سمجھتے آپ کو اپنے ارد گرد میں کامیابی نہیں ہوتی۔ پاکستان کا عشق امریکہ میں ادنیٰ منزل میں ہے جہاں محبوب کا ہر ظلم راحیت جان ہر قسم پیغام سکون پہتا ہے۔ اور اگر محبوب جفا پیشہ نوار سونت کر سامنے آجاتے تو عاشقین جان باز نہایت سہمت سے گردن آگے کر دیتا ہے۔ جیسا کہ مجھ شاعر گننام نے کہا ہے۔

میں وقت۔ ذرا کج بھی اس خوف سے تڑپا نہیں ملتا
 کہیں دیکھتے نہ بڑھ جائیں اہو کے ان کے دامن پر
 تو حضور عاشق جس طرح محبوب کی خاطر رقیبوں کے ظلم بھی سہتا ہے اسی طرح پاکستان امریکہ کی خاطر روس کے ایٹم بم بھی بخوشی سہنے لے گا۔

اور اگر آپ کا اظہار حقیقت محض اظہار حقیقت ہے تو ذرا وضاحت فرمائیے کہ پاکستان ہی کی سہمن میں وہ کونسی مقت طیبی کشش ہے کہ ایٹم بم سب کے سب وہیں گرے چلے جائیں گے۔ اگر بوقت ضرورت جنگ بازوں نے برائز میں یا چین یا بھارت کو نشانہ بنانا چاہا تو کیا آپ کے خیال میں ایٹم اور ہائیڈروجن بم یہ جواب

دیں گے کہ نہیں بھیا ہم یہاں نہیں گرتے۔ پاکستان جاکے گریں گے!
 ۱۶ اپریل ۱۹۵۵ء۔ صدر امریکہ جناب آئزن ہاور نے فرمایا۔
 ”جنگ چھڑتے ہی امریکہ ایٹم اور ہائیڈروجن بم گرائیگا۔“
 یہ تو ایسی ہی بات ہوئی کہ تندی بھوگ لگتے ہی روئی کھائیگا پراس لگتے ہی پانی پیتے گا۔ میند آتے ہی سوجاتے گا۔

اسے اللہ کے بندو یہ کون اتحق بھرا تھا کاب جنگ چھڑتے ہی ایٹم بم نہیں گرائیں گے۔ گرائیں گے اور ضرور گرائیں گے۔ لیکن یہ نہ بھولنے کا کہ وہ سفید رچھ بھی جسے چھلانے کے لئے آپ پسینہ پسینہ ہوتے جاتے ہیں ایٹمی ہتھیاروں سے خالی نہیں ہے آپ کا بم جس وقت کسی ہیروشیما یا ناگاساکی پر گرے گا ہر سکتا ہے اسی وقت سفید رچھ کا بم کسی شکار گوا یا دانشگاہ پر گر رہا ہو۔ آپ نسبتاً زیادہ نقصان میں رہیں گے۔ کیونکہ اگر بم کی پریف میں آپ کا وہنشی آگیا جو دنیا بھر کو فیتے ہوتے ہے انداز قرضوں کی یادداشت لکھتا ہے تو آپ کی کھروں دولت صفر ہو جاتے گی۔

آگے یہ بھی ارشاد ہوا ہے۔
 ”فوجی ٹھکانوں پر بم گرانے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی جائے گی۔“

گو یا ہم آؤ کے پٹھے یہ سمجھ رہے تھے کہ جس نیک سیرت نے ہیروشیما کی تفریباتیں لاکھ آبادی کو ہلاک کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی وہ اب نمازیں اور وظیفے پڑھتے پڑھتے اتنا نرم دل اور خدا ترس ہو گیا ہے کہ جنگ چھڑنے کے بعد فوجی ٹھکانوں پر بم گرانے میں ہچکچاہٹ محسوس کرے گا!

۱۷ اپریل ۱۹۵۵ء۔ یہ حرص بھی ایسی بڑی چیز ہے کہ ایک گھوٹے کے نعل لگے تھے۔ بی بی مینڈکی نے بھی ٹانگ پھیلا دی کہ میرے بھی لگاؤ۔ نعل لگانے والے نے منع کیا کہ بیگم صاحبہ آپ آپ ہیں اور گھوٹا لگھوٹا۔ بیگم صاحبہ بھڑک اٹھیں۔ فرمایا۔
 ”ڈایم فون! ہمارا توہین کرنا لگتا۔ گھوٹا میں کیا شرفیاب کا برسے جو ہم میں نہیں ہے۔ ہم ضرور نعل لگوانا لگتا۔ لو اپنا پیسہ لو اور لگاؤ نعل!“

خلوت پر محسوس نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ سب کے سب سلتے جہاں چلیے جس طرح چلیے تو اپنے ارمان پورے کر سکے گی۔ یہاں آزادی و مساوات اور شہری حقوق کے سرے اخلاق و ایمان کی تلوار نہیں لٹک رہی۔ یہاں مکمل انصاف ہے آزادی ہے مساوات ہے!

اس پر کار کے جواب میں عورت کہہ رہی ہے۔

مجھے یہ سرت کے جوانی بیلے نہیں چاہئیں۔ میری ہوس تھک چکی ہے۔ میرا جی گھاٹ گھاٹ کا پانی پی کر متلا رہا ہے۔ مجھے حجت چاہئے، سکون و اعتماد چاہئے۔ یکسوئی چاہئے۔

مگر لا حول و لا قوۃ۔ ملا ابن العرب آج کدھر پہ گیا۔ اصل قصہ یہ تھا کہ ہمارا بڑا دوسرا پاکستان سلمہ اللہ تعالیٰ تہذیب مغربی کی زلف گرہ گریہ کا نیا نیا اسیر ہے۔ تہذیب مغربی میں عورت کو ہیر و من کہہ لیجئے تو مالغدر ہو گا۔ چنانچہ پاکستان سے آنے والے بتاتے ہیں کہ کراچی دلاہور اور دیگر بڑے بڑے شہروں میں کم سے کم سڑکوں پر تو عورت کا راج ہے۔ بلکہ زیادہ گھبراہٹ تو کہتے ہیں کہ سڑکوں کے پس منظر میں ادنیٰ ادنیٰ بلڈ گون کے اندر بھی عورت ہی کی حکمرانی ہے۔ بس غلام محمد کراچ تو کٹرٹری ایٹ اور فوجی بارگون تک رہ گیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بہر حال فی الحال تو احقر کے پیش نظر لاہور کے ایک انگریزی معاصرین شائع شدہ ایک پاکستانی مختصر کا وہ مراسلہ ہے جس میں انھوں نے عورتوں کے حقوق کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ کم عورتیں اس قابل بننا چاہتی ہیں کہ مغربی بہنوں کی طرح خود کو محفوظ محسوس کر سکیں۔ مردوں سے ایک سے زیادہ شادی کا حق چھیننے کے استدلال میں انھوں نے بڑی مزے دار بات کہی ہے۔ فرماتی ہیں۔ ”میں حیران ہوں کہ اگر ایک آدمی کی بیوی اچانک اس کے پاس ایک اور خاتون لے کر آجاتی اور کہے کہ میں پہلے خاندان کو تنگ آگئی تھی۔ کیونکہ وہ غیر دلچسپ تھا یا کچھ بوڑھا تھا یا اس میں دونوں ناقص تھے۔ تو اس آدمی کا کیا حال ہوگا۔“

گویا حاصل کلام یہ ہے کہ جس طرح مختصر کی پیش کردہ صورت میں مرد غصے سے بے حال ہو جائے گا اور قانون بھی اس مرد کا ساتھ دے کر وہ مسرت سے شوہر کو حقوق شوہریت سے محروم کر دے گا۔ اسی طرح کوئی مرد اگر ایک بیوی کے ہوتے دوسری بیوی مباح لائے

یہ کہہ کر بی بی مینڈ کی نے برس سے برس بڑھے کا نوٹ نکالا کہ نعل لگانے والے کی طرف حقارت سے پھینکا اور کہا۔
”کالا میں! تم یہ سمجھنا کہ گھوڑا ہی پیسہ کمانا جانتا۔ اسے گھوڑا تو دن بھر تلگے میں جت کر دوٹکا کمانا۔ ہم بے محنت کے سیکرڈوں رو پیسہ کمانا۔ ہمارا عمل میں آؤ تو دکھائیں کہ ہمارا کتنا عاشق ہمارے نئے ٹھیلیاں لئے پھرتا ہے۔۔۔۔۔ لو لگاؤ نعل!“

نعل لگانے والے نے نعل بی بی مینڈ کی کے پاتے عنانی پر رکھا اور کیل جھا کے مارا جو توڑا تو بی بی مینڈ کی کی جگہ کھال کے جت پانپے اور ٹیلا سا پانی باقی رہ گیا۔ دوسری لفظ نہیں کہ مرنے لگا۔
تو ایسی ہی جرحیں یورپ میں عورتوں نے مردوں کی کی تھی نتیجہ دنیا کے سامنے ہے۔ وہ نئے لطیف جن کا صین نام ”عورت“ تھا تہذیب و ترقی کے توڑنے کی ضربات مقدسہ سے بھر کس بن گئی۔ پس گئی۔ مٹ گئی۔ اب عورت کے روپ میں سرمایہ بازار فروخت ہونے والے تن بچے بنے پھرتے ہیں۔ وانا اور نسوانیت سے عاری تانا دوشیزگی اور عصمت سے خالی تن۔ امریکہ و انگلستان میں لاکھوں لڑکیاں ایسی ہیں جو کسی کی جائز بیوی جانتی ہیں۔ حیرت میں بوڑھی بوجھ رہی ہیں۔ لاکھوں ایسی ہیں جو چیخ چیخ کر کہہ رہی ہیں کہ ہم سے پورا تن ہن دہن سب کچھ لے کر چہنچوں کے لئے ہمیں وہ سرت دیدو جس کا نام ”گھریو سرت“ ہے۔ وہ دلی سکون عطا کر دو جو ایک باونیا کد امن بیوی کا حصہ ہے۔ وہ مردانہ محبت دیدو جس کے لئے عورت پیدا کی گئی ہے۔ مگر ان چیزوں کا جواب وہاں کی تہذیب اور قانون طنزیہ تمہقوں سے دے رہے ہیں۔ کلب گھر عیش خانے، بار اور تھیر سنیہا پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ لے عورت! تو ہم سے وہ نہ مانگ جو ہمارے پاس نہیں ہے۔ ہمارے پاس شراب کے بورین جام ہیں۔ عیش کے رنگین شعلے ہیں۔ ہوس کے خوبصورت شرارے ہیں۔ ہمارے آغوش میں تیری وہ تمام آرزوئیں پوری ہو جائیں گی جن کے آگے اخلاق و شرافت کی دیواریں کھڑی کر دی گئی تھیں۔ ہمارے یہاں آزادی ہے۔ مساوات ہے۔ ترقی ہے۔ تو یہاں کے بے شمار بچے مردوں میں سے جسے پسند کرے گی وہ بے تکلف تیرے حوالے کر دیا جائے گا اور ساتھ ساتھ ایک گوشہ خلوت کا بھی انتظام ہوگا۔ لیکن اگر تو کہے گی کہ خلوت کی ضرورت نہیں تو مجھے

کو راج کرنے کی ہم چاہتیں۔ یہی آخری راستہ یورپ کے بعض حلقوں نے اختیار کیا ہے اور اسی راستہ کی سرحد پر مادرواڈ شکوے کے کلب بنے ہوئے ہیں۔

حقیقت یہ ہے محترمہ! ترقی پسند روسی نقطہ نظر سے اخلاق کی تمام معروف قدیں یورٹو طبقہ کی ایجاد کردہ ہیں۔ ان سب پر اگر آپ کے ترقی یافتہ سائنٹفک ذہن نے نظر سے غور کیا جاتے تو کوئی برائی برائی نہیں رہتی۔ ماں بیٹے کا بہن بھائی کا بھنی تعلق آخر کیوں ٹرا ہے؟ کوئی بھی مرد کسی بھی عورت سے دل کے ارمان نکالے اس میں کیا عیب ہے؟ فائدہ کی خاطر چھوٹ فریب دغا میں کیا حرج ہے؟ بے وقت پیدا ہونے والے بچوں کا گلگھوٹ لینے میں کیا مضائقہ ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔

۱۸ اپریل ۱۹۵۵ء۔ مولانا فقیر الزماں نے بڑے ہی مسرتناک لہجہ میں کہا۔

”کیجئے صاحب۔ آپ کہا کرتے تھے علماء نے اپنے اصل کام یعنی تبلیغ کو چھوڑ رکھا ہے۔ اب تو آپ انہیں لگے کہ ہم علماء ہرگز اپنے فرض سے قائل نہیں۔“

”خیر تو ہے۔ کیا نئی خبر ہے؟“ میں نے پوچھا۔ بولے۔

”اے اُدھر تو پنڈت پنڈت جیسے جڑی گڈی پتھر مسلم کو درگاہ اجیری میں دستار پہننے کے چھوڑی۔ اُدھر

مولانا مسعود احمد نے مدھیہ بھارت کے چیف منسٹر اور وزیر صنعت کو تان سین کے مزار پر گھنٹے بجایا یوں

تھوڑا ان بزرگوں کی وجہ سے سیکڑوں ہی ہندوؤں نے بھی عرس میں شرکت کی اور مزاد پر پھول چڑھاتے۔

مولانا مسعود احمد نے یقین دلایا ہے کہ آئندہ سال تان سین اور حضرت شاہ محمد غوث کے عرس کی تقریباً

کو کا میاب بنانے کے لئے مدھیہ بھارت گورنمنٹ اور مرکزی گورنمنٹ سے مالی امداد دلانے کی بھی پوری کوشش کریں گے۔“

یہ کہہ کر قبیلے نے میری طرف داد طلب نظروں سے دیکھا۔ میں اول تو یوں بھی قہقہے کاچا ہوں پھر اس وقت اس جگہ میں تھا کہ

تو پہلی بیوی کا غصہ سے بے حال ہو جانا بجا ہے اور قانون کو چاہئے کہ مرد کو اس دوسری بیوی کے حقوق سے محروم کر کے اسے پہلی بیوی پر اکتفا کرنے مجبور کرے۔

”گدھا گھوڑا سب ایک“ والی جمہوریت اور تہذیب کے زمانے میں یہ دلیل ہے تو دل لگتی اور اس کا نتیجہ اتنا ہی مضمحلانہ ہو گا جتنا کہ نسل پر روس میں ہوا ہے۔ یعنی روس میں عورت مرد کی مساوات اس حد تک زیر توجہ ہے کہ عورت کی طرح مرد بھی بچے دیا کریں۔ چنانچہ نئے سائنس دان ہمیں میں پندرہ دن ہانڈروجن ہوں کی نئی ساخت پر غور کرتے ہیں اور پندرہ دن ایسی خستین پر جس کے ذریعہ مردوں کو بچہ جننے کے قابل بنایا جاسکے۔

تو بات ہماری پاکستانی محترمہ کی سولہ آنے درست ہے۔ لیکن ایک پیچیدہ سوال فحش عمل متلا کی سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ جس دن محترمہ کی حسب خواہش عورتوں کو بھی ایک ایک سو زیادہ شوہر رکھنے کی قانونی اجازت مل گئی تو ہونے والے بچوں کا نسب نامہ کس شوہر سے ملے گا۔ دونوں شوہر بھی اور خود یہ کس صاحب بھی اس حقیقت سے قطعاً بے خبر ہوں گے کہ ان کے بیٹ سے جنم لینے والے بچے کا باپ آخر کون ہے؟ دونوں ہی شوہر تہذیب میں رہیں گے۔ اور ہر ایک قدر تائیہ کوشش کرے گا کہ بچے کی پرورش کا بوجھ دوسرے پر ڈالے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ بچہ دوسری کا ہو۔ پھر سو سبلی کے دفتر میں کیا راج ہو گا۔ محمد جمال باپ نامعلوم! مس پرین والد ندارد!۔۔۔ دراشت کس طرح بٹھے گی؟

شاید محترمہ کہیں گی کہ بلا سے باپ متعین نہ ہوں تو متعین ہے اور وراثت وغیرہ تو مذہبی ڈھکوسلے ہیں اب کیونرم کو دور ہیں سب کچھ قومی ملکیت ہے تو خیر یہ بھی مان لیا۔ مگر پھر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ شادی ہی کا بھجنڈا کس لئے۔ عورت بغیر شادی کے بھی بچہ جننے کی تو ماں تو بچہ بھی متعین ہے۔ بچے کے حرامی نہ ہونے کے لئے صرف ماں ہی کا تعین کافی ہے تو دنیا میں ایک بھی بچہ حرامی نہیں ہو سکتا۔ پس محترمہ کو چاہئے کہ مردوں کو ایک سے زیادہ شادی نہ کرنے دینے کی ہم چاہنے کی بجائے ایک سرے سے شادی ہی کو خلاف قانون قرار دینے جانے اور بالکل آزاد چینی بل ہوں

شام کے کھانے کے لئے یا تو کہیں سے قرض ملاؤں یا کسی کی مرغی پر لوں
 قبلہ کی بات قطعاً سمجھ میں نہیں آئی۔
 "میں بالکل نہیں سمجھا آپ کا مطلب؟"
 "نہرے ایا۔ اے بھائی! ہمارے پچھلے بزرگ اہل کھنہ میں
 تبلیغ کر کے اسلام پھیلاتے تھے۔ اصل تبلیغ یہی ہے۔ اگر رفتہ رفتہ
 وزیر لوگ مسلمان ہو گئے تو سبھ لوہس ہیں سال بعد ہندوستان میں سلامی
 حکومت ہوگی۔"
 "اسلامی حکومت" کا لفظ انھوں نے آواز دبا کر ادھر ادھر
 اس طرح دیکھتے ہوئے کہا جیسے راز کی بات ہے کوئی سن نہ لے۔ میری
 سمجھ میں قطعاً نہ آیا کہ تاں میں اور عرس و تبلیغ وغیرہ میں کیا جوڑ ہے۔
 اور قید کیا کہنا چاہتے ہیں۔
 "تاں میں شاید ایک گویتے کا نام تھا؟ میں نے پوچھی کہہ۔
 جھلکے کے لئے۔"
 "اے بد بخت۔ گو یا کہتا ہے حضرت تاں میں رحمۃ اللہ علیہ کو
 قتلند تھے وہ وقت بندی سلسلہ کے"
 میں خوفزدہ ہو کر بولا۔ "معاف کیجئے گا میری تاریخی
 معلومات ذرا ناقص ہیں۔ مجھے تو اب تک یہی معلوم تھا کہ تاں میں
 ایک غیر مسلم گانے والا تھا۔ اب اگر وہ حقیقت میں وقت بندی سلسلہ
 کا قتلند رہتا تو مجھے اس میں کوئی اعتراض نہیں۔"
 "اعتراض! غمرا کے فرمایا۔ اے وہاں۔ جس خوش نصیب کے
 مزار پر عرس ہو جائے اس پر اعتراض کی کیا گنجائش۔ تم اس کو بھی
 کسی کی کوششوں کو نہیں سمراہ سکتے۔ کتنی عظیم کوشش سے نوزاد مسعود
 قبلہ ایم۔ ایل۔ اے جنرل سکریٹری جمعیۃ العلماء مدھیہ بھارت نے
 چیف منسٹر اور وزیر صنعت کو عرس میں ملایا۔ میں کہتا ہوں ٹھیک فائدہ
 اگر ٹھوڑا سا بھی مسلمان بنا لیا جائے تو کیا کم ہے۔ ہندوستان میں
 مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے ساتھ ساتھ تبلیغ دین کا شرعی
 فریضہ بھی اسی طرح ادا ہو سکتا ہے۔ اے کہنے میں ہتھ دو کاچ!
 "بے شک ایک ہتھ دو کاچ۔ بلکہ چار کاچ۔۔۔۔۔ مگر ذرا
 ادھر آئیے!"
 میں انھیں ایک گوشہ میں لے گیا۔
 "عرض یہ ہے کہ وہ جو آپ کے چھوٹے گھسیٹا بھٹیلے

کی قبر ہے کیوں نہ ہم دونوں اس کے مجاور بن جائیں اور عرس شروع
 کر دیں۔ آپ اور ہم دونوں ہی ضرورت مند ہیں۔ کب تک چندہ
 کوئے اور مرغی چرانے سے کام چلے گا۔"
 قبلہ مسکرائے۔ فرمایا۔
 "گھسیٹا بھٹیلے کو تو سارا املہ جانتا ہے کم بخت شرابی کو اپنی
 تھا۔ چران بھی ڈال رکھی تھی!"
 میں نے کہا۔ "ارے یہ تو اور بھی مفید باتیں ہیں۔ قتلند
 اتنا ہی بیجا ہوا ہوتا ہے جتنا سڑھنگ ہو۔ چران کے حسن میں بھی وہ
 جمال حقیقت رکھتا ہے۔ پھر محض مسند والوں کے جانے سے کیا
 ہوتا ہے۔ آخر تاں میں کو بھی تو دنیا جانتی ہے کون تھا کیا تھا۔۔۔۔۔
 مولانا منھ بنا کے لوٹے لگے تھے کہ میں نے سلسلہ کلام جاری
 رکھا۔"
 "جانے دیکھتے اس تکلف کو۔ تاں میں ماما بڑا زبردست قتلند
 تھا۔ رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ صاحب کرامت تھا۔ فنا فی اللہ تھا۔
 مگر گھسیٹا بھٹیلے کو ناسلم تھا۔ پیر سگیر کی قسم! اگر ایک ہی دو
 سال میں کسی وزیر کو گھسیٹا کے عرس میں نہ بلوایا تو جو چوری سبزا
 سو میری۔"
 مولانا ذرا سوچ میں پڑ گئے۔ میں نے جھنجھوڑا۔
 "دیکھتے۔ چندوں سے آپ تکفل گھر کا خرچ چلا پاتے ہیں۔
 لالہ جھلی بن کا سودی قرضہ بدستور ہے۔ یکم صاحبہ کا زور بدستور
 بھوندو ناتھ کے یہاں پڑا ہے۔ اور اپنا بھی کام تکی کی خواہ سے
 نہیں چلتا۔ مرغی چرانے میں اب بڑی دقتیں پیدا ہو گئی ہیں۔
 اور محض مرغی سے ہوتا بھی کیل ہے۔ جینے میں کچھ نہیں تو چھب۔ بار
 ملانی جی سینا جانانا لگتی ہیں۔ نصف درجن صابن اور چار شیشیاں
 کریم چاہئے۔"
 آخر کار ٹھوڑی سی رد و فتوح کے بعد ملے ہو گیا کہ اس گلے
 جینے سے عرس شروع کر دیا جاتے۔ دس دن بعد مندر جدول پوسٹر
 شائع کیا گیا۔
 "عاشقان دین کے لئے روح پرورد مرادہ"
 قدوة العارفين زبدة السالكين عارف باللہ فانی اللہ
 حضرت حاجی شاہ گھسیٹا رضی اللہ عنہ ہر دوری تم نقش بست دی

شم قاری بغدادی کا دلولہ انگیز ایمان آفریں عرس شریف۔

مشہور تاقان غفلتے روحانی و جہاد ایمانی کی خدمت بابرکت میں گزارا ہے کہ بشعنوان اولیاء و بابیوں کی شیطنت و تباہی جو مزار سرا پا انوار عرس کی محفل روحانی سے محروم ٹپٹا تھا اسے ہم بستہ گاہن اولیاء و صوفیاء اور غلامان عارفین و سالکین نے بڑی کوششوں سے جان بڑا کر اسامی محفل عرس سے رونق دینے اور صاحب مزار کے فیضان عام کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ لہذا تمام ارباب طریقت شیدائے شریعت مشائخ زیارت سے محرومانہ الناس ہے کہ ٹھیک تا سچ اور ٹھیک وقت پر شریک عرس ہو کر فیض روحانی سے محبولیاں بھریں۔ دل کی مرادیں بائیں۔ عرش کے جاوے دکھیں۔ مزار چونکہ وہ بابیوں کی شیطنت کی باعث شکستہ حالت میں پڑا ہے۔ اس لئے عرس کوئی نئے طے کیا ہے کہ وہی سال اس کی شایان شان درگاہ اور قبہ وغیرہ تیار ہو جائے۔ لہذا مجاہدین اسلام سے عرض معروض ہے کہ جس سے جتنی رقم ہو سکے بطور نذر و نیاز اس کا خیر کے لئے ساتھ لائے۔ یاد رہے کہ عرس میں بھولو تو مال اور چھدن بانی کی ٹالیوں نے آنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور بھی کئی زبردست پارٹیاں آئیں گی۔ عرض گزاران ہم ہیں آپ کے خادم صوفی غلام دستگیر خواجہ ولی الدین بختیاری۔

یہ اشتہار شہر کے نمایاں مقامات پر چسپاں ہو گیا۔ کس طرح چسپاں ہوا یہ نہ پوچھتے۔ اتنے پیسے ہم دونوں بزرگوں میں سو کر کے پاس نہیں تھے کہ چسپاں کرانے کیلئے آدمی کرایہ پر لیتے۔ رات کو بارہ بجے ایک کبوتر باز ہمسائے کی بیٹھی چیکے سے اڑانی اور چار بجے تک دونوں نے اشتہار چسپاں کر دیے۔ اس کے بعد میں تھکا تھکا پائیا کر سو گیا تو خواب میں دیکھتا ہوں کہ حضرت شاہ کھسیٹا کے اُچھے ہوتے مزار کی جگہ ایک عالی شان مقبرہ ہے۔ جس کے چاروں طرف وسیع چہار دیواری اور بارہ دریاں اور حجرے وغیرہ بنے ہیں۔ زبردست عرس ہو رہا ہے۔ بارہ درمی میں دو بہت بڑے غلامان دلی نر نہفت و جھلمل کے جوڑے پہنے بیٹھے ہیں آنے والے چاندی کے ٹوٹے ان کے سانسے ڈھیر کرتے جا رہے ہیں۔ میں نے ایک صاحب سے پوچھا کہ یہ دونوں کون ہیں؟ وہ صاحب اس طرح میری طرف

دیکھنے لگے گویا میں چڑیا بھر کا کوئی جانور ہوں۔ بولے:-

"اے یہی تو ہیں صوفی غلام دستگیر اور خواجہ ولی الدین! میں دھک سے رہ گیا۔ صوفی غلام دستگیر کتنا بلا متلا تھا۔ اور اب کتنا موٹا کتنا سرخ سفید کیسا..... مگر اسے چھوڑتے۔ یہ خواجہ ولی الدین کون ہیں؟ یہ تو خود میرا ہی نام تھا۔ اشتہار دیتے ہوئے باہمی مشورے سے یہ نام میرے ہی لئے تجویز ہوا تھا۔ خود سے دیکھا تو ولی الدین کے بھیس میں چونا نقصانی کا لوٹا تھا۔ دل بلیوں اچھلنے لگا۔ کیسا عرس، کس کی قوالی۔ عرس ختم ہونے کے انتظار میں بیٹا بانہ ٹھلکا رہا۔ عرس ختم ہوا۔ مجمع چھٹا۔ تب میں دوڑا دوڑا صوفی غلام دستگیر کے پاس گیا اور عرض کی کہ یہ کیا قیامت ہے ولی الدین بختیاری تو میں ہوں۔ میرا نذرانہ یہ کون گدھے کا بچہ وصول کر رہا ہے۔"

فسدہ بابت دیکھو ملتا جو ہوا سو ہوا۔ تمہاری بعض حرکتیں ایسی ناشرانہ ہیں کہ مجاورت تمہارے بس کی نہیں۔ میں نے اسی لئے تمہاری جگہ ان صاحب کو لے لیا ہے۔"

"اعتق ہو تم پر" میں کھسیٹا کے بولا "تجوڑ میں نے بنائی۔ اشتہار میں نے لکھے۔ بیٹھی اُٹھائے میں پھرا۔ اب کمائی کا وقت آیا تو یہ چار سو میں کھیں ہے جو یاد رکھو اگر تم نے مجھے میرا حصہ نہ دیا تو دنیا بھسے کو بتادوں گا کہ تم تم صوفی غلام دستگیر نہیں مردی نہ تیلانہ ہوا اور یہ ولی الدین عمر امرا زہد چونا نقصانی کا لوٹا ہے!"

میرا خیال تھا اس دھکی سے مولانا اکدم ڈر جائیں گے۔ مسگر تو بہ وہ تو اور بھی مسرور نظر آنے لگے۔ ہنس کر فرمایا:-

نرسے گدھے ہو تم ملتا۔ ار سے دنیا کون باتوں سے کوئی سرور کا نہ نہیں۔ میں فقیر الزماں ہوں یادہ چونا نقصانی کا لوٹا۔ اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ تم ڈھنڈورالے کر چیتے پھرو۔ دیکھو کیا نتیجہ ہوتا ہے۔"

"ہیں..... میں یہ بھی کہوں گا کہ سالہا سو کا بچہ کھسیٹا پرماتوں کا بددعاش تھا، شہزادی تھا، بدکار تھا۔ اس کی سات بیٹھی میں کوئی بزرگ نہیں ہوا۔"

"پھر؟" وہ بولے "اس کا نتیجہ تو تمہارے ہی حق میں بڑا ہوگا۔ یاد کرو تم ہی نے بتایا تھا کہ جو مرحوم جتنا زیادہ سڑھنگ ہوا اتنا ہی

تکندر ہوتا ہے۔ میں نے شاہدہ کیا تو واقعی عوام میں تمہارے خیال کو درست پایا۔ اب تم جتنی میریاں شاہ گھمٹا، علیہ الرحمہ کی کرو گے اتنے ہی لوگ ان کے گرویدہ ہوں گے۔ اور جو سنا ہے کہ کوئی من چلا تو ہیں اولیاء کی سزا میں تمہارا سر توڑ دے۔“

میں نے سر کھجایا اور آٹھ کھل گئی۔ منہ دھوئے بغیر ہی بھاگا بھاگا سو لوہی فقیہ الدین کے یہاں پہنچا اور..... اور..... وہ تو واقعی جینک میں چونا تھمائی کے کوٹکے کے ساتھ بیٹھے کچھ سکوت کر رہے تھے۔ میرے کاٹو تو ہوا نہیں بدن ہیں۔

”حضرت میں خوب گھٹتا ہوں ان چالہازوں کو“ میں نے بلا سلام علیک کے سلسلہ کلام شروع کر دیا۔ ”آپ مجھے دکھو کا دینا چاہتے ہیں۔۔۔“

انہوں نے مجھے کرسی پر بٹھانے کے نرم لہجے میں کہا۔
”دیکھو بھائی سدا! یہ (چونا تھمائی کا لوٹکا) ہمارے بھائی ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ قبر کے آس پاس کی زمین ان کی بیوی کے بہنوئی کی جچی کے نانا کے داماد کی ملکیت ہے ان کی اجازت کے بغیر یہاں عرس نہیں ہو سکتا۔“

”بے شک یہ میری ہے۔۔۔ لوٹکا موٹی بھدی آواز میں بولا۔ میں نے کہا ”کوئی پروا نہیں۔ مرزا جی کے ٹیکہ میں جینگو جوڑی واسے کی تیر ٹی ہے۔ ہم وہاں عرس جمائیں گے۔ وہاں کسی کو اعتراض ہو گا تو میری کئی گز زمین جنگل واسے تالاب کے پاس ہے وہاں ایک قبر بنا لیں گے۔“

مولانا بولے ”اب استہارہ میں کے چھپ چکے ہیں۔ چند نہ کرو۔ تمہاری جگہ اگر یہی کام کریں گے تو کیا حرج ہے۔ تمہارا خرچ پانی پہنچتا ہی رہے گا۔“

میرا جی چاہا کہ اپنا اور ان دونوں کا گلا گھونٹ دوں۔ مگر جی چاہئے اور کرو گزرنے میں بہت فرق ہے۔ اپنا سامنے لئے لوٹ آیا اور اب ایک اور صاحب سے مسکوٹ کر رہا ہوں کہ یا تو میری مختصر سی زمین میں کسی بزرگ کی قبر بنا کے عرس وغیرہ چالو کیا جائے یا کالو قوال کے نام کی چھوٹی سی لالٹ بنا کر نئے انداز میں کام چالو ہو۔ دیکھئے اونٹ کس کل بیٹھے۔

غریبوں کا بھی ہے اللہ سیلی!

۱۹ اپریل ۱۹۵۷ء۔ مسٹر ٹکھن ایل فریٹے ہیں۔

”آزاد تھقفاتی کمیشن مقرر ہو تو کشمیر میں ظلم و ستم کا پردہ فاش ہو جائے گا۔ عبداللہ کی گرفتاری کے بعد پولیس نے سیکڑوں کو جان سے مارا ہے۔“

اس میں شکایت اور نام کی کیا بات ہے۔ جان سے جانا ایک نڈایک دن لازمی ہے اور اسی لازمی کام کو بخشی صاحب کی پولیس نے پورا کر دیا تو اوہلا کیوں؟ غنیمت جانتے سیکڑوں ہی تنگ نوبت رہی وہ نہ ہیرہ شیا اور ناگاساکی میں ڈٹیم ہم پھینکے و اوں کا کسی نے کیا کرنا تھا۔

اگر جتنا کو جان سے مارنا اور ظلم و ستم کرنا کوئی غیر جمہوری بات موتی تو یقیناً ہمارے پنڈت نہرو اس پر توجہ دیتے۔ وہ نہرو جو سنا ہے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے۔ لگتا ہے جو جگ بگ بونکے اور اس قائم رکھنے کی کوششوں میں مارا جہاں ایک کئے ہوتے ہیں۔ کیونکہ کشمیر کے معاملہ میں چپ بٹھتے ضرورڈ یا تو جان سے مارنا اور ظلم و ستم کرنا مخصوص لوگوں کے لئے جائز اور درست ہے۔ درنہ تم جھوٹے ہو۔ کشمیر میں سب سیر لہے۔

رہا پردہ فاش ہونے کا سوال! تو حضور عالی پردہ فاش ہونا آج کل کوئی عجیب نہیں ہے۔ شرق و غرب میں سچ سے شام تک لاکھوں پردے ہیں جو سربراہ گلی کوچوں شاہراہوں پر فاش ہوتے رہتے ہیں۔ سچ پوچھئے تو آج کل زیادہ تر پردے فاش ہی ہوتی کوڈا لے جاتے ہیں جس طرح برقعہ پہننا ان دنوں فاش حسن کا ایک مخصوص آرٹ بن گیا ہے اسی طرح پردہ ڈالنا اور اسے فاش کرنا بھی خاص انخاص آرٹ ہے۔

۲۴ اپریل ۱۹۵۷ء۔ اسلام لیگ کے ایک اجلاس میں مسند پر ذرا تڑکاداد پاس ہوئی۔

”ڈسٹرکٹ اسلام لیگ کا یہ عام اجلاس گورنر جنرل پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملک سے اقتصادی بدحالی اور بے روزگاری دور کرنے کیلئے آرڈیننس نافذ کیا جائے۔ مطالبہ بروقت ہوا ہے۔ کیونکہ گورنر جنرل پاکستان آج کل

آرڈینمنٹوں کے خاص موڈ میں ہیں۔ لیکن سب سے روزگاری دور کرنے کے لیے اگر انھوں نے ایسا ہی آرڈینمنٹس جاری کیا جیسے کہ پاکستان میں اسلامی حکومت کے قیام اور قرارداد مفاد کی بارآوری کے لیے جاری کر رہے ہیں تو کیا آپ مانگے خوشی کے ہارٹ فیس نہ کر جائیں گے۔ اگر واقعی بے روزگاری اور اقتصادی بد حالی کوئی ایسا مرض ہے جس کا علاج آرڈینمنٹس کے انجکشن سے ہو سکتا ہے تو اس آرڈینمنٹس کی بعض دفعات مندرجہ ذیل قسم کی ہوں گی:-

(۱) مملکت خداداد پاکستان میں بے روزگاروں کیلئے کوئی گنجائش نہیں۔ یا تو وہ پہلی فرصت میں حثیت کو سدھار جائیں۔ ورنہ اچھوت بن کر رہیں۔ مثلاً وہ جب شہر کی کسی ہندوبھرتک سے گذرتے ہوں تو فٹ پاتھ پر نہ چلیں۔ کیونکہ فٹ پاتھ ان شریف لوگوں کے لئے ہیں جو فٹ پاتھ پر سود اسلفٹ خرید سکیں۔ غالی جیبا

دالوں کا مشہور بیویوں کی جگہ گھیرنا پاکستان کی سالمیت کیلئے خطرہ ہے۔ یا مثلاً وہ بیویوں میں بیٹھ کر نہیں صرف کھڑے ہو کر چلیں۔ ان کی عورتیں بے پردہ ہو کر سڑک پر نہ چلیں۔ کیونکہ یہ محض ان شریف خواتین کا حق ہے جو اپنے ہر سر روزگار شوہروں کی کسائی سے لپ اشک پاؤں اور کریم وغیرہ خرید کر مملکت خداداد پاکستان کی شاہراہوں کو ایک ہندوبھرتی یافتہ منظر عطا کر سکتی ہیں وغیرہ وغیرہ (۲) بے روزگار کالونی عقرب تعمیر ہو جائے گی۔ ملک بھر کے بے روزگار اس میں آکر رہیں اور فی کس ایک گز کے حساب سے جگہ گھیریں۔

(۳) عام تفسیر صحابہوں اثنائین ہالوں انکارڈوں اور پوٹوں وغیرہ میں کوئی بڑا روزگار نہ دیکھا جاتا ہے۔ ورنہ پولیس کے حوالہ کیا جائے گا۔

کھرے کھوٹے از صفحہ ۱۷۷۔

الحاج محمد الیاس برقی، بیت السلام سیف آباد
حیدرآباد دکن۔
اس کتاب میں فاضل مولف نے کثیرا عمل، حزب الہم
دلائل الخیرات اور دیگر کتب مشہورہ سے انحصار متی اللہ علیہ وسلم کے
وہ فضائل و شمائل جمع فرمائے ہیں جو قسماً ان حدیث، اہ اور اہ

حدیث میں سے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہتے کہ جتنے بھی
درود و تسبیح و حدیث اور علماء و صلحاء کے بیان پاسے جاتے
ہیں سب کو فاضل مولف نے حسن ترتیب کے ساتھ جمع
کر دیا ہے۔
تمام کتاب عربی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ تالیف کو مقبول فرمائے

سنت رسول

یہ ایک شاہی عالم کی معرکہ الاذاعتیف ہے جس میں حدیث کی تاریخ پر مفقود روشنی ڈالنے کے علاوہ صحابہ
اور تابعین وغیرہ کے طرز عمل اور دیگر متعلقہ پہلوؤں اور سیر حاتم مکتوب کی گئی ہے۔ تمام دلائل قسماً ان حدیث کے
حوالوں سے دلپذیر انداز میں پیش کئے گئے ہیں۔ قیمت مجلد رو رو پے چار آنے۔

حدیث و قرآن

دین میں احادیث کا مقام کیا ہے۔ قرآن سے احادیث کا کیا تعلق ہے۔ احادیث کے ترک کے بعد
دین کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔ قرآن کا فیصلہ سنت رسول کے متعلق کیا ہے۔ اس طرح کے تمام مسائل
کا بہترین جواب اس کتاب میں ملے گا۔ کافی فصاحت کے باوجود عوامی دائرے کے پیش نظر قیمت بہتر ہی
کم رکھی گئی ہے۔ یعنی صرف ایک روپیہ۔

مکتبہ تحقیقی دیوبند۔ یو۔ پی۔

درخشف

اندھے پن کے سوا آنکھوں کی جمالیہ بیماریوں کا علاج



چھ ماشے کی شیشی
تین روپے

د
س



ایک تولہ کی شیشی
پانچ روپے

ج ف

ن

د
س



مصول ڈاک
عہدہ خریدار

ج
ف

تین شیشی کی خریدنے
والے کو مصول ڈاک
معاف

مزید تفصیلات ٹائٹل کے آخری صفحہ پر ملاحظہ فرمائیے

|| آزمائش بہتر کون ہے ||

درخشف

دار الفیض رحمانی دیوبند (دیوبند)

دہلی میں اس پتہ پر خریدیے۔۔ علی کتب خانہ جامع مسجد اردو بازار جامع مسجد دہلی۔

پاکستانی بیتہ: شیخ سلیم اللہ صاحب مدظلہ بی ۲۷/۵ ناظم آباد کراچی۔ پاکستانی حضرات اس پتہ پر قیمت مع خرچہ جیکر ریسیٹی آرڈر میں بھیجیں۔ سرورہ پبلشرز پارس واڈوکر دہلی

انجی آنکھوں والوں کو ایسے استعمال کرنا کہ آواز کی آواز نہ آئے۔

طلبہ غلطہ خاصہ جی کیسیائی سلائی بگنی جا رہے ہیں۔ جس کی قیمت دو آنے ہے۔

ظہور مہدی اور غلام احمد قادیانی

(۱) حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا " دنیا کا خاتمہ اس وقت ہوگا جب میرا ہم نام شخص جو میرے اہل بیت میں سے ہوگا تمام عربوں کا مالک ہو جائے گا " مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۱۱۷۰

(۲) ایک دوسری روایت میں ہے حضور نے فرمایا " اگر دنیا کی مسرت کا ایک دن بھی باقی رہے گا تو اللہ تعالیٰ اسکو اس قدر دراز کر دے گا کہ اس میں ایک شخص میرے اہل بیت میں سے پیدا ہوگا جس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق ہوگا، وہ دنیا کو عدل انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی۔ " حدیث مشکوٰۃ نمبر ۱۱۱۷۱

(۳) حدیث ام سلمہ فرماتی ہیں " رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہدی میری آل اور نسل کی اولاد میں سے ہوگا " مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۱۱۷۲

(۴) حضرت ابوسمید کہتے ہیں " رسول اکرم نے فرمایا مہدی میری آل میں سے ہوگا، اس کی پیشانی روشن ہوگی اور ناک بلند ہوگی، وہ تمام زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دے گا، ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی " مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۱۱۷۳

(۵) حضرت جابر فرماتے ہیں " حضور نے فرمایا میری امت کی ایک جماعت قیامت تک جیتھ جن پر قائم رہے گی اور (یعنی اہل بیت) عیسیٰ علیہ السلام آناں ہوں گے تو اسے جو مرد کا سردار نام مہدی ان سے کہے گا آئیے ہمکو نماز پڑھاویے، وہ فرمائیں گے اس امت کی عظمت یہ ہے کہ تم ہی ایک دوسرے کے

انام خود لہذا تم ہی امامت کرو، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۱۱۷۴

مذکورہ حدیثوں کا معنی یہ ہے کہ قیامت تک ایک ایسے شخص کا ظہور ہوگا جس کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا، وہ اہل بیت اور اولاد نسل سے ہوگا جس کی پیشانی روشن، ناک بلند ہوگی۔ اس کے صفات یہ ہوں گے وہ مہدی (یعنی برائیت یافتہ) ہوگا، وہ روسے زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا، انتہائی تمیز ہوگا، صاحب حکومت ہوگا اس کا اقتدار پورے ملک عرب پر چھایا ہوگا، اس کے زمانہ حکمرانی میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آناں ہوں گے، یہ اس حق پرست جماعت کا قائم ہوگا جس کے قیامت تک قائم رہنے کی بشارت درج کی ہے جیسا کہ ہم نے اس حدیث مہدی کی توضیح کرتے ہوئے جس میں بیان فرمایا ہے کہ " مہدی کے سر سے پر ایک جود ہوگا " عرض کیا تھا کہ مہدی کے سر سے پر زمانہ کے بدلے ہوئے حال امت کے تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت لیکر ایک شخص پیدا ہوگا۔ وہی حق پرست جماعت کا قائم و مکمل ہوگا، اس لحاظ سے اس حق پرست جماعت کا یہ آخری وقت ہے جوگا جس کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا، اس کے بعد قیامت قائم ہو جائے گی، اس سے ظاہر ہے کہ قیامت قائم کرنے کے لئے اس شرط کا پورا ہونا لازمی ہے، یعنی ظہور مہدی کے بغیر قیامت قائم نہیں ہوگی چنانچہ حضور کا اس طرح فرمانا " اگر دنیا کی عمر کا ایک دن بھی باقی رہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اس قدر دراز کر دے گا کہ اس میں ایک شخص میرے اہل بیت میں پیدا ہوگا، جس کا نام میرے

ہوگا۔ جس کی حکومت پورے ملک پر چھائی ہوئی ہوگی، اسی مہدی کے زمانہ میں وہ خیال کا تفریح ہوگا، پھر وہ حب الہیہ کے بندوں کو گمراہ کرے گا کہ سیدنا مسیح بھی آسمان سے دمشق کی مسجد کے مشرقی میناروں پر دو ہزار رنگ کے کپڑے پہن کر وہ فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہوں گے پھر تیجے اتریں گے، جماعت تیار ہوگی، ۱۱ مہدی بڑھکر آپ کو منسا ز پر سناہیں گے جیسا کہ ہم نے اوپر ثابت کیا ہے لاجنہ جو حضور نے فرمایا ہے۔

الغرض وہ حال، ایسے ہی غرق عادت انسانی کرتا ہے۔ گاتے میں اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو روانہ فرمائیں گے، وہ دمشق کے مشرقی جانب سفید میناروں پر دو ہزار رنگ کے کپڑے پہن کر ہوسے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہوں گے ان کے سر سے پانی کے قطرے گرتے ہیں ہوں گے۔ جگہ حدیث ہے: **ابنا اعازہ** کہنے کے یہ سلام جو ہمیشہ مخلوق قاریانی حضرات میں مذکور ہے وہ کس کے لئے ہے، آیا غلام احمد قاریانی کیلئے ہے یا ان مہدی آخر الزماں کے لئے ہے جن کا اقتدار پورے ملک عرب پر چھایا ہوگا، اور جو اولاد قاطبہ الزمرہ سے ہوں گے یہ کس قدر سکون فریب ہے، ایک طرف غلام احمد قاریانی مہدی ہونیکا دعویٰ بھی کرتے ہیں تو دوسری طرف مسیح موعود ہونے کے بھی مدعی ہیں۔ حالانکہ عہدیش نبوی سے ظاہر ہے کہ مہدی آخر الزماں محمد بن عبد اللہ آل محمد سے ہوں گے اور مسیح موعود عیسیٰ ابن مریم آل مسلمان سے ہیں، ان ہر دو شخصوں کے نام علیحدہ اور نسب بھی علیحدہ ہیں، پھر کیسے ان دونوں کو ایک کہا جا سکتا ہے، پھر حال غلام احمد قاریانی جس کے یاب کا نام غلام مرتضیٰ ہے، اس کو محمد بن عبد اللہ مہدی آخر الزماں سے کوئی درد کی بھی نسبت نہیں اس کو تو پتا اگر سیدھا کرتا اور اس کے ذریعہ نبوی دولت و اعزاز زیادہ سے زیادہ حاصل کرنا تھا، اس لئے ہر مقام پر تا ثیمات سے کام لیا جاتا رہا، اور اپنی تصدق و خیرات کو ثابت کرنے کے لئے جان بوجوش کی جاتی رہی، آیات و حدیث، متشابہات اس ظلم کا نشانہ بنی رہیں، عوام کو گمراہ کر نیکی تا حیات جدوجہد جاری رہی

نام کے مطابق ہوگا، اور اس کے یاب کا نام میرے یاب کے نام کے مطابق ہوگا، اس امر کا لزوم عاید کرتا ہے کہ اس کے بغیر قیامت قائم نہ ہو سکیگی، یہ ہے حقیقت سیدنا مہدی علیہ السلام کی جسکو ہم نے اجمالاً آپکا سامنے پیش کیا ہے۔

تاریخی فریب

ہم نے قاریانی دوست اس مسئلہ میں ذیل کی عبارت کے ساتھ غلام احمد قاریانی کو مہدی مہمو ثابت کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں، ملاحظہ ہو۔

(۱) پھر خاص طور پر سرور و جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قائم غلام مسیح موعود مہدی مہمو پر سما بیجا ہے چنانچہ عن ابی ہریرہ قال..... **صُنُّوا ذُرِّيَّةً مِّنْكُمْ فَلْيَقِئُوا** یہ یعنی سلا مہمو۔ **وَأَوَّاهُ ابْنُ شَيْبَةَ دَكْنَةَ الْعُرَالِ جَلْدًا وَطَلًّا** (۲) مسیح موعود تو سیدنا انبیا و مرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتمہ اور امتی ہے جس کی ساری عمر عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں بسر ہوئی ہے جسے حضور نے خوف و کسوف کی حدیث میں " **إِنَّ الْمَعْدِيَّاتِ الْيَمِينِ لَمْ يَكُونْ مَثَلًا خَلَقَ اللَّهُ الْوَالِدَ وَالْزَوْجَ بَيْنَكُمُ الْأَوْلَادُ لِيَكُونَ مِنْكُمْ مَنْ يَكْفُرُ بِاللَّهِ وَالرَّسُولِ** " (۳) مندرجہ عبارت دیکھنے کے بعد پہلے تو آپکو ہنسی آنے کی کیونکہ ایک طرف یہ گروہ محمد مسلم کے لئے جو بے پیغام کو جھٹلاتا ہے تو دوسری طرف آپکی تعریف تو صیغہ میں رطب اللسان بھی ہے، پھر اس کے بعد جیسا آپ ان شعرا ہد کی ماہیت پر نظر ڈالیں گے جن کو اس گروہ نے پیش کیا ہے تو آپ پر واضح نہ ہوگا کہ یہ اصل احادیث سے کئی بیوی عبادتیں ہر سبب کس شخص سے متعلق ہیں، قطع نظر اس کے کہ یہ عبادت جن احادیث سے لئی گئی ہے باعتراف رحمت ان کا کیا مقام ہے، اگر ہم ان کو مان بھی لیں تو اس کا کیا ثبوت ہے کہ یہ باتیں غلام احمد قاریانی کے تعلق سے ہی لئی گئی ہیں، احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جس مہمت، آخستہ الزماں کا ذکر ہے وہ تو اہل بیت سے ہوگا جس کا سلسلہ نسب حضرت خاتم النبیین سے جا ملے گا، جس کا نام محمد بن عبد اللہ ہوگا، وہ بلا اقتدار

مندرجہ عبارت دیکھنے کے بعد پہلے تو آپکو ہنسی آنے کی کیونکہ ایک طرف یہ گروہ محمد مسلم کے لئے جو بے پیغام کو جھٹلاتا ہے تو دوسری طرف آپکی تعریف تو صیغہ میں رطب اللسان بھی ہے، پھر اس کے بعد جیسا آپ ان شعرا ہد کی ماہیت پر نظر ڈالیں گے جن کو اس گروہ نے پیش کیا ہے تو آپ پر واضح نہ ہوگا کہ یہ اصل احادیث سے کئی بیوی عبادتیں ہر سبب کس شخص سے متعلق ہیں، قطع نظر اس کے کہ یہ عبادت جن احادیث سے لئی گئی ہے باعتراف رحمت ان کا کیا مقام ہے، اگر ہم ان کو مان بھی لیں تو اس کا کیا ثبوت ہے کہ یہ باتیں غلام احمد قاریانی کے تعلق سے ہی لئی گئی ہیں، احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جس مہمت، آخستہ الزماں کا ذکر ہے وہ تو اہل بیت سے ہوگا جس کا سلسلہ نسب حضرت خاتم النبیین سے جا ملے گا، جس کا نام محمد بن عبد اللہ ہوگا، وہ بلا اقتدار

ایسی صورت میں حق کو مان لیجئے اور اس کے آگے جھک جائے گا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ تو اس وقت ممکن تھا جبکہ کوئی شخص شرعِ مسلمہ کے ساتھ معاہدہ اور ایمانِ حضرت پر ایمان رکھے اور حق پرستی اس کا میں مقصد زندگی ہو۔ یہاں تو اس کا کوسوں پستہ نہیں، یہی وجہ ہے کہ غلام احمدؑ دینی کو بار بار اس بے راہ روی سے روکنے کے باوجود وہ اپنی بات کو لاٹھائیں اور پیچوہ تاویلات کے ذریعہ ثابت کر سکی کہ شش میں مصروف رہا اور اس کے بعد اس کی اتباع کنندگان جن کے سامنے بھی صرف ذبیحی جاہوش ہے اپنے آپ کو اسی راہ پر چلا رہے ہیں یہ حالت موجودہ ان لوگوں کی مثال ان بوس پرستوں کی ہی ہے جو عرضِ رومی کے لایع میں پڑ کر اپنے رنگ کی بھر حال طرفدار ہی رہتے ہیں۔ دراصل اس طبقہ کا نہایتی تعافی پر کامل ایمان و ایقان ہے، انہیں آخرت کی جواب دہی کا کھٹل احساس ہے، وہ سوچ کر باوجود حقائق کے در در رو ہونے کے اس کو ماننے کے لئے ہرگز تیار نہیں، نہ تو اس کو فینو ہی پاتے ہیں الا ما شاء اللہ پس اس حقیقت کو ذیل کی آیات میں قرآنِ عظیم نے اجمالاً بیان فرمایا ہے، ملاحظہ ہوا۔

وَأَسْأَلُ عَلَيْهِمْ بِأَلْفَيْتُمْ
 آيَاتِنَا فَاتَّخَذْتُمْ مِثْقَالَ حَبَّةٍ
 الشَّيْطَانِ فَمَكَانِ مِنْ
 الْغُيُوبِ وَأَلْوَسْتُمْ
 لُفُفَاتٍ فَمَا تَسْمَعُونَ مِمَّا قَالْتُمْ
 أَخْلَقْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ
 وَإِنِّي لَأَكْفُرُ بِمَنْ كَفَرَ
 كَمَا كَفَرْتُمْ أَن تَقُولُوا
 مَا نَحْنُ بِمُؤْمِنِينَ
 كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَاصْبِرْ
 الْعَفْصُ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ
 (الاعراف: ۲۱)

وہ خدا پران لوگوں کو جو حق کو جھٹلا رہے ہیں، اس شخص کا حال سننا و سیکھنا ہم نے اپنی آیاتِ وحی نصیب، پھر وہ ان کو چھوڑ نکالا اور شیطان اس کے پیچھے لگ گیا پس وہ گمراہوں میں سے ہو گیا، اور اگر ہم چاہتے تو اس کو ان آیات کی بدولت اسی حالت میں مرتبہ کر دیتے مگر وہ زمین کی طرف جھٹ گیا اور اپنی خواہش کے پیچھے پڑ گیا، اسکی مثال اس کئے کی طرح تھی، اگر تم اس پر حملہ کرو وہ ان لٹکے رہتے یہ چھوڑ دو تم بھی زبان لٹکانے رہتا ہے یہی حالت ان لوگوں کی ہے جو حق

ہماری آیات کو جھٹلایا، پس تم ایسے قہے بیان کرو اور میرا کہ وہ خود کو ہیں۔

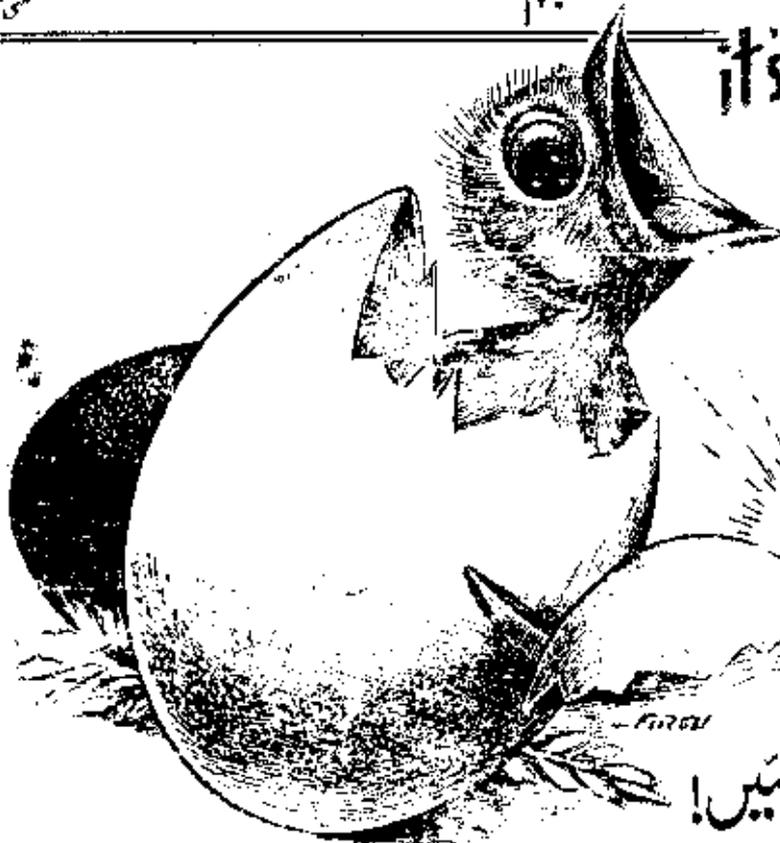
دراصل آیاتِ مندرجہ صدر میں جس شخص کا تذکرہ ہے اس کا نام بلعم بن باعور ہے جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھا، وہ عالم ہونے کے ساتھ قہی و صحاب الذوات بھی تھا لوگوں میں بہت عزت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ جب وہ ذبیحی لایع میں پڑ کر بولنے لگے کہ نابع ہو گیا اور حق کی مخالفت اسکا مسلک بن گیا تو تینتہا وہ انسانیتِ عامہ کی نظروں سے گر گیا اور اس کی عزت و وقار ذلت و خواری سے بدل گئے۔

یہی حقیقت غلام احمدؑ دینی کی بھی ہے، دراصل واقعہ یہ ہے کہ یہ شخص فطرتاً ذہین و واقع ہوا تھا اور عیسائی مبلغین سے مناظرہ بازی میں مصروف، جب تک یہ یہاں تھا اسکی زبان تنم میں اسلام کا زور تھا اس لیے عیسائیت کے مقابلہ میں اس کا پتہ بھاری بہا اور ہر مناظرہ میں کامیاب اس کے قدم چوتھے لگی اسکی وجہ سے علامۃ المسلمین میں اسکا وقار بلند ہونے لگا اور دوسرے درجے اس کی استعداد و اعانت کے لیے ہر کس و ناکس کا دست تھان اٹھنے لگا۔ پس اس کے نفس نے اس کو دھوکا دیا، یہ کوئی بافتا عدا عالم تو نہ تھا جو اس پر لٹکا تیسے پچھتا اس لیے نفس کے بہکاشے میں آگیا اور بہت درج و ذریعہ نبوت کر دیا، پہلے تو وقت کے امام ہونے کا مدعی بنا، پھر مجتہد، پھر مہدی آخر الزماں، پھر مسیح موعود اس کے بعد ان دعا دی کو ثابت کرنے کے لیے ہر قدم پر تاویلات کا کام لیکر اڑی چئی کا زور لگانے لگا، علامہ حق نے اس کی مخالفت کی اور دلائل و دیرا میں سے اس کو سمجھانے کی کوشش کی مگر یہ اسکو کب ملتے کے لیے تیار تھا، اس کو تو اپنی نبوتِ متوانی تھی وہ اولاد کی کیسے مانتا، انفسِ حق اس کی گسلائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ علامۃ المسلمین میں وہ وقار جو متناظرہ بازی کے زمانہ میں قائم ہو گیا تھا ذلت و خواری سے بدل گیا، انھیں حقائق کے پیش نظر حضور رسالتِ مآبِ مسلم سے حق پرست جماعت کا تذکرہ فرماتے ہوئے جھوٹے دھماں نبوت کا ذکر بھی کر دیا تاکہ علامۃ المسلمین کے سامنے یہ حقیقت بھی کھل جائے، اور جب کبھی بھی ایسی صورت

تجلی دیوبند

it's

SUMMER



لوگرمیاں آگئیں!

گرمیوں کے موسم میں عموماً آپ کا جی کسی کام پر نہیں لگا اور آپ بے بسیاں اور
تھکاوٹ محسوس کرتے ہیں۔

روح افزا کا ایک گلاس آپ کو از سر نو تازہ دم اور بشاش بنا سکتا ہے۔ یہ بیاس
کو بچھاتا ہے۔ تھکاوٹ کو دور کرتا ہے۔ اور جسم میں تازگی اور فرحت پیدا کرتا ہے۔ یہ تازہ
پھلوں کے رس، جڑی بوٹیوں اور پھولوں کے عرق سے تیار ہوتا ہے۔ اور وہاں ہی سے
بھر پور ہوتا ہے۔ ہر روح افزا کا گلاس آپ کے جسم کو ۵۰ کلو میٹر طاقت بخشتا ہے۔

روح افزا

فرحت بخش اور تسکین دہ



شہد درواخانہ (وقف) دہلی

حضرت ابوالیوب انصاری رضی

آزاد صلاح الدین احمد ندوی

مفتی الصفوة..... طبقات ابن سعد اسد الغابہ فی معرفتہ الصحابہ، المستدرک للحاکم اصحابہ، اولیٰ اللہ
سیر الصحابہ وغیرہ..... ص ۱۰۱ ندوی

ماخذ

حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان چند جاں نثاروں میں تھے جن پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فخر فرماتے اور صحابہ کو ام نازک کہتے تھے۔ آج بھی آپ کی سیرت اخلاق و کارنامے ہمارے لئے سبق آموز ہیں۔
خالد نام، ابوالیوب کعبت بنی، انصار کے مشہور خاندان بنو نجار سے تعلق رکھتے تھے، عقبہ ثانیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

اس طریقہ کے مطابق حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ کا آنحضرت کے خاص صحابی اور اسلام کے شہیدی حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کیساتھ بھائی چہ ارہہ ہوا۔

ہماں نوازی تیرہ برس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہوئے اور اسلام کی تبلیغ کرتے رہے لیکن اسلام میں توڑے سے آدمی اسلام لائے۔ باقی لوگ مخالفت پر تھے رہے، جب ان کی مخالفت حد سے بڑھ گئی اور اصلاح کی کوئی امید نہ رہی تو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا حکم ملا۔

اسلام کی خدمت

مردمومنین کا ہمیشہ دستور رہا ہے کہ وہ جب کبھی کسی چیز کو حق سمجھتے تو چاہتے تھے کہ اسے اپنالیں، چنانچہ جب حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نزدیک سے دیکھا تو بے قرار ہو گئے اور پکار اٹھے۔

انصار میں اسلام کی تبلیغ کچھ عرصہ سے ہو رہی تھی، بہت سے صحابہ وہاں پہنچ چکے تھے اور ان کی کوشش سے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے تھے، جب ان لوگوں کو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لارہے ہیں تو سارے شہر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

انصاری مدینہ منورہ سے چند میل کے فاصلہ مقام حذو تک پہنچ چکے تھے کہ آپ کے خیر مقدم کو دو روئے صف بنا کر آئے، جس وقت آپ مدینہ منورہ پہنچے تو ہر شخص کی آرزو تھی کہ حضور اس کے ہماں ہوں، لیکن اس خیال سے کہیں کسی کی دل شکنی نہ ہو آپ نے اپنا یہ معاملہ اللہ پر چھوڑ دیا اور اونٹنی کی ماگ ڈھیلی کر دی کہ جہاں وہ ٹھہر جائے گی وہیں اتر پڑیں گے، چنانچہ

كَلَّا لَإِن لَّا يَأْتِيَ اللَّهُ بِمُحَمَّدٍ رَسُولًا لِّلَّهِ لَإِنَّا لَمُنذِرُونَ
تعالیٰ کے سوائے کوئی بندگی کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اس کے بعد آپ نے اپنے گھر کے تمام لوگوں کو ایمان کی دولت سے مالامال کر دیا اور اسی پر بس نہیں بلکہ ساری عمر اشاعت دین اور تبلیغ اسلام کرتے رہے۔

بھائی چہارہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین کا انصار سے بھائی چہارہ کر دیا تھا،

اور ملتی جلتی جلتے حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کے قریب ٹھہری اور آپ انھیں کے بھراؤ پر گئے اس موقع پر حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ کی خوشی کا حال دیکھ چوتھے، یہ وہ اعزاز تھا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں ملا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل چھ ماہ ان کے مکان میں ٹھہرے سپہ اس میدان میں انھوں نے دل کھول کر خدمت کی، حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ کا مکان دو منزلہ تھا، ان کی خواہش تھی کہ حضور صلعم اوپر ہی جتنے میں قیام فرمائیں، لیکن آپ نے ان کی تکلیف کے خیال سے نیچے کے جتنے میں رہنا پسند فرمایا لیکن حضرت ابوالیوب انصاری کے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنا احترام تھا کہ انہیں رات بھر نیند نہ آتی اور سوچتے رہتے کہ حضور صلعم تو نیچے کے مکان میں ہیں اور تم اوپر کے جتنے میں، یہ بڑی بے ادبی کی بات ہے صحیح ہوتے ہی خدمت مبارک میں حاضر ہوتے اور عرض کی یا رسول اللہ جس لوگوں کی خواہش ہے کہ آپ بالا خانہ پر تشریف لیا جائیں اور نیچے ام خاتون کو چھوڑ دیں، اور نہ بہت ڈر ہے کہ کہہیں بے ادبی میں گرفت نہ ہو جائے، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ کی درخواست منظور فرمائی اور بالا خانہ پر تشریف لے گئے۔

اس مدت میں حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ سے جہاں تک ہو سکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے بہت ادا کوئی کسر نہ اٹھا رکھی، پہلے آپ کو کھانا کھلا لیتے اور جب حضور تیار ہوتے تو آپ کا جھوٹا کھانا اس طرف سے کھاتے جس طرف سے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا ہوتا۔ ایک بار کھانا آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر کچھ کھائے واپس کر دیا، حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ کو اطلاع ہوئی تو دو ٹوٹے ہوتے آئے اور عرض کی یا رسول اللہ آپ نے کھانا نہیں کھایا، جس لوگوں سے کوئی خطا تو نہیں ہوتی جس کے باعث آپ نے کھانا نہیں کھایا، آنحضرت صلعم نے فرمایا نہیں، بلکہ آج کھانے میں آپس ملا تھا، یہ سن کر فرمایا

اگر وہاں تک نہ (جسے آپ ناپسند فرماتے ہیں اسے میں بھی ناپسند کرتا ہوں) اور اس کے بدلے میں کھانا چھوڑ دیا۔

علم کی تلاش حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ بڑے صاحب علم و فہم تھے، علم کا سیر شوق تھا، ایک بار صرف ایک حدیث کی تلاش میں مصر کا سفر کیا جیسا وہاں پہنچے تو عقبتی بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے کہا، عقبہ! میں تمہارے پاس اس سنیچے آیا ہوں کہ تم ایک حدیث روایت کرتے ہو جس کا مجھے علم نہیں ہے، چنانچہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے وہ حدیث سنائی جس کی تلاش میں وہ مصر گئے تھے، حدیث سن کر حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ فوراً مدینہ واپس چلے گئے۔

غزوات

انقرہ و اسلام کے درمیان بہت سے محرکے تھے، سب بدلے سے پہلا محرکہ بدر کے مقام پر ہوا، ایک طرف تین سو تیرہ (۳۱۳) لشکر کے ہندوں کی چھوٹی فوج تھی، جس کے پاس نہ کوئی سربہ تھا، نہ ہتھیار، دوسری طرف اس کے مقابلہ کے لیے لڑی دل فوج میدان میں کھڑی تھی، جن کے پاس بہادر سپاہی تیز گھوڑے، عمدہ ڈھالیں، ہتھیار تواریخ، تو کھیلے تیر اور مضبوط لکڑیوں تھیں، لیکن مسلمانوں کو اللہ کی ذات پر بھروسہ تھا، اس کا نام لیکر انھوں نے مقابلہ شروع کیا، چند گھنٹوں میں باطل کی طاقت چرچور ہو گئی اور حق کا بول بالا ہوا۔

اس جنگ میں حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ نے بڑی بہادری اور جواں مردی سے دشمنوں کا مقابلہ کیا بدر کے بعد احد، ہندوق **احد اور دوسری لڑائیاں** خیبر، حدیبیہ، فتح مکہ اور حنین وغیرہ بہت سے واقعات پیش آئے، دشمنوں نے ہر موقع پر اسلام اور مسلمانوں کو نیچا دکھانے کی کوشش کی، لیکن اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے وہ ہر جگہ حق غالب ہوا اور باطل کو ہر طرح شکست ہوئی، ان تمام موقعوں پر حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ اپنی بہترین کوششوں کے ساتھ شریک رہے اور اللہ کا

اب تک محفوظ تھا۔ مسلمانوں پر بار بار یہ مہمیں کر رہے تھے۔ اسلامی فتوحات کو مستعجل اور بے پروا بنانے کیلئے ضروری ہے کہ قسطنطنیہ پر بھی قبضہ کر لیا جائے۔

اس بار سے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی لوگوں کو ہمت دلائی تھی اور فرمایا تھا کہ **أَوَّلُ جُمُعَةٍ مِنْ أُمَّتِي** یعنی پہلی جمعہ میری امت کا پہلا ہے جو قیصر کے شہر قسطنطنیہ پر حملہ کرے گا بخش دیا جائیگا۔ اس فرمان کی وجہ سے مسلمانوں کو قسطنطنیہ کی فتح کی بڑی آرزو تھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں سب سے پہلا لشکر قسطنطنیہ میں ابو سفیان بن عوف کی زیر قیادت قسطنطنیہ روانہ ہوا۔ حضرت ابویوب رضی اللہ عنہ کی اس وقت عمر کافی ہو چکی تھی لیکن ان کی ہمت اب بھی جوان تھی، ذوق و شوق سے اس لشکر میں شامل ہوئے، جب یہ لشکر قسطنطنیہ کے قریب پہنچا تو وہاں نے سخت مقابلہ کیا، عرصہ تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا لیکن شہر سر قح نہ ہو سکا۔

حضرت ابویوب رضی اللہ عنہ کی وفات اسی زمانہ میں ہوئی، نیز یہ موجود تھا، اس نے پوچھا کوئی وصیت جو تو فرمائے تاکہ اس کی تعمیل کی جائے، اس سوال کے جواب میں حضرت ابویوب رضی اللہ عنہ نے جو کچھ فرمایا وہ منہرے حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔ فرمایا:۔

”میں یہ آرزو ہے کہ جب میرا دم تلے تو میری لاش کو نیکر زور کا حملہ کیا جائے اور جہاں تک مسلمانوں کے قدم پہنچ جائیں وہاں مجھے دفن کر دیا جائے۔“
اسے صحابی رسول کی اس جہت بخش وصیت نے جوان مردوں کے دل گرما دیے، وہ جوش میں ان کی ناشیں لے کر آگے بڑھے اور قسطنطنیہ کی دیوار کے نیچے پہنچ کر موت دفن کیا۔

اس عیال سے کہ کہیں رومی بعد کو قسبر کھو دنہ ڈالیں مسلمان سپہ سالار نے ان سے پکارا کہ کہہ دیا کہ خیر دار قبر میں ہاتھ نہ لگاتا، ورنہ یا تو کھو کہ ہمارے سلطنت میں عیساہیت کی خیر نہیں ہے، اس اعلان سے مدیوں کے دل میں ہمہستہ ہمت گئی اور

بلند کرنے کے لئے جان و مال کی بازی لگا۔ تے رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد

زندگی ہیں جس طرح وہ اسلام کی خدمت کرتے رہے اس طرح آپ کی وفات کے بعد بھی دین کی خدمت کرتے رہے اور کبھی بھی اس بار سے میں اپنی جان کی پروا نہیں کی، وہ سمجھتے تھے کہ دین کی خدمت سے غفلت کرنا ہے آپ کو سب سے زیادہ کرنا ہے، اس سلسلے میں وہ قرآن مجید کی آیت **وَأَن تَقُولُوا فِي مَسْجِدِ اللَّهِ إِنَّهُمْ قَوْمُ اللَّهِ وَلَقَدْ كَفَرَ** اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں اپنے آپکو ہلاکت میں نہ ڈالو، پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ آیت ہم انصاری کے بار سے میں نازل ہوئی ہے، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں شریک رہے ہیں، آپ کے ساتھ تھا، غزوات میں شریک ہوئے اور آپ کی مدد کی، جب اسلام پھیل گیا اور اسے علیہ حاصل ہو گیا تو ہم لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے نبی کی صحبت و نصرت سے شرف یا سب فرمایا، یہاں تک کہ اسلام پھیل گیا اور مسلمان بڑھ گئے، ہم نے اپنی و عیال اور اموال و اولاد کے مقابلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ترجیح دی اب جنگ ختم ہو گئی لہذا ہم اب اپنے اولاد و اموال کی جانب متوجہ ہوں اور ان کی اصلاح و دوستی کی فکر کریں، اس پر ہمارے متعلق یہ آیت نازل ہوئی **وَأَن تَقُولُوا فِي مَسْجِدِ اللَّهِ إِنَّهُمْ قَوْمُ اللَّهِ وَلَقَدْ كَفَرَ** واللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو، پس ہلاکت اہل عیال کے درمیان قیام اور جہاد کے ترک کرنے میں تھی۔

یہی جذبہ تھا جس نے انہیں ساری زندگی بھینٹ کھا اور وہ اللہ کے نام کی بلندی اور اس کے دین کی ترقی کے لئے رشتگی دہری میں بھرتے رہے۔

قسطنطنیہ کی فتح

قسطنطین اسٹامبول اور شمالی افریقہ کے دوسرے علاقے خلفائے راشدین کے زمانہ میں فتح ہو چکے تھے، لیکن رومیوں کا اصلی مرکز قسطنطنیہ

انھوں نے کبھی حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر کے ساتھ بے ادبی کی جرأت نہیں کی، مسلمان بھی قسطنطنیہ کی طرف سے کبھی فاضل نہیں ہوئے یہاں تک کہ سلطان محمد قراچ نے اسے فتح کے بعد اسلامی سلطنت میں شامل کر لیا، اس وقت تک اب تک حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی قبر سرد لوگوں کی زیارت گاہ ہے۔

رضی اللہ عنہ نے جواب دیا مغرب کی "حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا "مجھ میں نہیں چاہیے تھا۔ لوگ دیکھیں گے تو گمان کریں گے کہ مغرب کی نماز دیر سے پڑھی جاتی ہے حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز میں خاص طور سے عجلت کی تاکید فرمائی ہے؟"

عزیزت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی وجہ سے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم علیہم و آلہم و سلم و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی دل سے عزت کرتے تھے اور ان کی خدمت کے لیے دل و جان سے حاضر رہتے تھے۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے انہیں کچھ مانی پریشانیاں تھیں، بیس ہزار قرض ہو گیا تھا، اس کی ادائیگی کی سخت فکر تھی، لیکن کوئی راہ نظر نہ آتی تھی، جب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو یہ حال معلوم ہوا تو فوراً چالیس ہزار کی رقم پیش کی تاکہ بیس ہزار قرض ادا کر دیں اور باقی بیس ہزار اپنے کام میں لائیں، اس کے بعد اپنے اہل و عیال کو لیکر گھر سے باہر نکل آئے اور کہا میں اسی طرح آپ کے لئے گھر خالی کر رہا ہوں۔ جس طرح آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنا گھر خالی کر دیا تھا، گھر کا سالہا سالہ ان کی خدمت میں پیش کیا اور بیس غلام خدمت کے لئے مقرر کر دیئے۔

جب کسی مسئلہ کے سمجھنے میں دشواری ہوتی تو حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کرتے ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت بشیر بن فرقد رضی اللہ عنہما کے درمیان ایک مسئلہ میں اختلاف ہو گیا جب آپس میں طے نہ ہو سکا تو ایک صاحب کو حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج کر دیا تھا کہ

اللہ ان سے واضح ہو

نئے خریدار بنا کر اور منگنیہ تعلق سے کتا میں سرسید کر تھلی کی مدد نہ لے لے

محبت رسول ﷺ۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیحد محبت کرتے تھے، آپ کی وفات کے بعد چاروں خلفاء کی اطاعت و فرمایا بیحداری کو اپنا فرض سمجھتے رہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے رخصت ہو کر مدینہ منورہ تشریف لگے تو حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان پر تعین ہوئے تو اپنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آرام پہنچانے کی کوشش کی۔ ایک رجب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھے کہ چنانک بالافانہ پر پانی کا ایک ٹھکانا ٹوٹ گیا، حضرت ابو ایوب انصاری بیست پریشان ہو گئے کہ پانی چھت سے گرے گا تو حضرت کو تکلیف ہو گی، فوراً اٹھے اور پانی لٹا دیا پانی پڑا پانی اس میں جذب ہو کر وہیں رک جاتے اس وقت سردی اپنے پورے شباب پر تھی، لوگ جانسے کی شدت سے کانپ رہے تھے، مگر عاشق رسول کو یہ حکم نہ ہوا کہ کلاف بھیک گیا تو کیا اذہ و کورات بسر ہو گی۔

حق گوئی

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہم حق بات کہنے سے کبھی نہیں چوکتے تھے، جب دیکھتے تھے کہ سنت رسول کے خلاف ہو رہا ہے تو بے وجہ روک روک دیتے تھے اور اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تسبیح کر کے بتا دیتے تھے۔

ایک بار عقبہ بن عامر چہنی نے جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فوج کے سپہ سالار تھے مغرب کی نماز دیر میں پڑھی، اچانک حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی نظر ان پر جا پڑی جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا عقبہ! تم یہ کس وقت کی نماز پڑھ رہے تھے حضرت عقبہ

اگر آپ کے دائبہ یا
دانت مریض ہیں تو یقیناً آئندہ
بھی مریض ہو جائے گا۔ آئندہ
مریض ہو تو صحت کا خواب
رہنا یقینی ہے!

دانتوں کے لئے اکسیر

جوہر دندان

صرف حالت مرض ہی
میں نہیں حالت صحت میں
بھی روزانہ استعمال کیجئے۔
جوہر دندان دانتوں کو
مضبوطی چمک و درخشندگی
عطا کرتا ہے۔

جس طرح دارالفیض رحمانی کے ”سورمکھوئی و زنجبف“ نے اپنے نمایاں فائدوں کے باعث مقبولیت حاصل کی اسی طرح ”جوہر دندان“ بھی مقبولیت حاصل کرتا جا رہا ہے۔ اب تک استعمال کرنے والوں کی طرف سے برابر تعریفی خطوط آ رہے ہیں..... فوائد حسب ذیل ہیں۔

(۱)۔ پائیدار یا کے جراثیم کو مارتا اور مرض کو ختم کرتا ہے۔

(۲)۔ دائبہ دانتوں کے سخت سے سخت درد کو فوری تسکین دیکر ترکہ پانی نکالتا ہے اور درد پیدا کرنے والے اسباب کو ختم کرتا ہے۔

(۳)۔ روزانہ اس کا استعمال ان لوگوں کے لئے بھی ضروری ہے جن کے منہ میں کوئی مرض نہیں۔ کیونکہ یہ مرض پیدا کرنے والے مادوں کی توجیح ہونے سے روکتا ہے۔ اور مرض کے جراثیم کو ہلاک کرتا ہے۔

(۴)۔ دانتوں میں مضبوطی اور چمک پیدا کرتا ہے۔ اس کے استعمال کرنے والوں کے دانتوں میں کسی طرح کی کمی نہیں لگتا۔

(۵)۔ منہ کی برادری اور مریض کو ختم کرتا ہے۔

یاد رکھیے ہم نے اس کی دو قسمیں کر دی ہیں۔ نمبر ایک جو کسی مرض کی موجودگی میں استعمال کرنی چاہیے۔ نمبر دو جو صحت

میں عام استعمال کے لئے ہے..... چیز دونوں ایک ہی ہیں۔ صرف فائدہ کا فرق ہے۔ روزانہ معمولاً استعمال کرنے والوں کے لئے

ذائقہ کو کافی گوارہ بنا دیا گیا ہے۔ طلب کرنے وقت نمبر ایک یا نمبر دو ضرور لکھیے۔ دونوں کی قیمت میں کوئی فخر نہیں۔ چاہے تو لہ کا

پکینگ دیکھنے کے لئے... **نوٹ:**۔ منہ پر ڈاک خرچ ہوا ہے۔ اگر سر درد، زنجبف اور نمبر ایک ساتھ منگائیں تب بھی یہی ڈاک

خرچ ہوگا۔ دونوں ایک ساتھ منگانے میں کفایت ہے۔ (دہلی میں اس پتہ سے خریدیے۔ علمی کتب خانہ اردو بازار جامع مسجد دہلی)

منجبر دارالفیض رحمانی دیوبند۔ دیوبند

گھڑے ہوئے موتی

جناب شیر کا بیٹا

جناب شیر کا بیٹا جو ان کہنے شوق شاعروں میں سے ہے جو طرز بیان اور انداز فکر میں محنت مند قدامت رکھتے ہوئے جدید رنگ و آہنگ سے بھی بڑی لطیف نسبت رکھتے ہیں آپ کے چند منتخب اشعار ہدیہ ناظرین ہیں۔ یقین ہے کہ ان اشعار کا سیکھا انداز بیان پسند کیا جائے گا (ض)

دہ ماؤں میں غلش اسے دل مرنے تلواروں کے چھلے ہیں
 یہ نظر جاہل عسیریت ہے خدا رکھے
 ہاؤں رات کی پھرتی ہیں دن بھر میری آنکھوں میں
 دم آخر نہ آئے گا تو کیا ہو جائے گا ظالم
 کیا کچھ خیال عاشق ناشاد آگیا
 قاصد وہ اگر مجھ کو پوچھیں تو یہ کہہ دینا
 ان کی تصویر تصویر میں نظر آتی ہے
 خستہ زان کا غونہ ہے مجھیں کا ڈور۔ صیاد کا کھٹکا
 اب قیامت میں رہے خون کی پرستش ہوگی
 اپنا ہی لکھ گیا تھا پتہ اضطراب میں
 سب دیکھ رہا ہوں تری رفتار کے انداز
 اب چلے۔ اب آئے۔ اب ڈالی نگاہ التفات
 کس قدر سہا ہوا بیٹھا ہوں محسن میں تری
 داد آئے ہیں دینے نہیں خشریں ستم کی
 ٹہر ٹہر ذرا جی بھر کے دیکھ لوں صیاد
 ہم نے پالائے توں پہلو میں ہم کوئی نہیں
 فلک کسی کی جوانی کی تشہر کیا جاسے
 ہزار طسرح کے ہم ایک آستیاں تک تھے
 یہ خشر ہے یہاں شاکی ہے دنیا اور وہ تنہا ہیں
 الازہور نہیں ہے جو نفساں تک ہو سچے

کہ پیروں پھوٹ کر روئے ہیں جیب کٹانے نکالے ہیں
 کہ ان کے ہاتھ میں ہے نبض اور ہم مرنے ملے ہیں
 شبیں ہی غم کی کچھ کالی نہیں ہیں دن بھی کالے ہیں
 گھڑی یہ بھی گزر جائے گی گزرے ہیں پہاڑوں
 کیوں چپ سے جو گئے تمہیں کیا یاد آگیا
 جب آپ کو دیکھا تھا اس وقت کو روٹھے ہے
 وصل کا وصل ہے تنہائی کی تنہائی ہے
 زیادہ ہیں نفس کی قید سے تیب میں گلستاں کی
 آپ ہٹ جائیں یہ کہہ کر کہ مجھے یاد نہیں
 اپنا ہی خط ملا مجھے خطا کے جواب میں
 ملے میری جوانی مجھے غافل نہ سمجھا
 دل کو ساری رات یہ کہہ کہہ کے بہلا تا ہوں میں
 غیسرے بھی کوئی کہتا ہے تو اٹھ جاتا ہوں میں
 گھبراؤ نہ ہم خون کا دعوے نہ کریں گے
 کہ روز روز نشیں نہیں بنا کرستے
 تم نے دیکھا اک نظر اور دل تمہارا ہو گیا
 کبھی شباب نہ آیا کبھی جوان نہ رہا
 نفس میں اک ہی غم ہے کہ آستیاں نہ رہا
 جو موصد ہو تو لے دل ان کا جانب دار ہو جانا
 دل کی آواز خدا جانے کہاں تک پہنچے

فرمودات

کوثر نیازی

نہاں گراس میں مدائے جس کی بات نہیں
 فسانہ ہائے دفنا بھول جا دل ناداں
 تو میرے نغمہ شیریں میں دس کی بات نہیں
 تجھے وہ یاد کریں ان کے بس کی بات نہیں
 وہ روزِ داد چمن ہے قفس کی بات نہیں
 کچھ اس میں ورنہ ہوا دے جو بس کی بات نہیں
 ملی جو مفت کی زاہد نے بھی ذرا چکھ لی
 غم حیات میں کیسے کئے گی اسے کوثر
 تمام عمر ہے اک دو نفس کی بات نہیں

قتیل عشق کو آرام لے معاذ اللہ
 حضور جن جو تاب مقال لانا کے
 مجھے سکوں ہونے شہر کبھی خدا نہ کرے
 وہ کیا کہے رہ الفت میں اور کیا نہ کرے
 وہ بد نصیب کبھی کوئی مدغانہ کرے
 جو خود ہی غرق سینے کو نافدانہ کرے
 مگر یہ شرط وفا ہے کبھی گلا نہ کرے
 وہ نامراد کبھی عرض مدغانہ کرے
 وہ طلب میں جنوں کو جو رہنا نہ کرے
 نہ تاب ضبط ہو جس کو وہ حوصلہ نہ کرے
 وہ راہِ رو کبھی ہنسنے کو پانہیں سکتا
 رہ دفا میں قمر طوق ہیں سلاسل ہیں

غزل

۲
 قصر عثمانی

یہ تڑپ سی جو بات بات میں ہے
 کیا کریں جیت کر بھی بازی زلیست
 کچھ اتر میری واردات میں ہے
 لطف کو زندگی کا مات میں ہے
 تو کس کا اندھیری رات میں ہے
 وہ مرے دل کی کائنات میں ہے
 اک شبم جو بات بات میں ہے
 آدمی آدمی کی گھات میں ہے

یہ تڑپ سی جو بات بات میں ہے
 کیا کریں جیت کر بھی بازی زلیست
 کس کی شمع جمال ہے روشن
 فکدے میں مرے ہے جو جس کی
 دیکھو دل سپر گراؤ دے بجلی
 کیا بھڑکے کہیں کسی ہوا شہر

غزل

بشیر اشمالیگانوی

کھٹے کھوٹے

مستقل عنوان

(نقد و تبصرہ)

مکلیان نرسواقی ہیں۔

● مکتبہ: مولانا مسعود عالم ندوی۔

مکاتیب سلیمان

● شائع کس جگہ: مکتبہ سپر ایچ فاہ لاہور۔

● سائز: ۲۰ × ۳۰ صفحہ ۲۴۔

● ڈسٹ کور و ورنگنگ: کتابت و طباعت پسندیدہ میت

● ہندوستان میں "مکتبہ جماعت اسلامی راپور" سے مل سکتی ہے۔

مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ صرف ایک فخر عالم نہ تھے بلکہ ایک خاص مکتبہ فکر کے نامزد بلکہ حقیقتاً ایک مستقل بالذات مکتبہ فکر تھے، ان کے علم و ذکاوت کا جتنا کچھ تعارف ان کی مقبول و معروف کتب سے ہو چکا ہے وہ اتنا کافی ہے کہ اس کے بعد کسی مزید تعارف کی ضرورت نہیں رہتی، لیکن جو سرسلی مولانا مسعود عالم ندوی نے ان کے ذاتی خطوط شائع کر کے اس تعارف کو بہت کچھ وسعت و وضاحت عطا کر دی ہے۔

"مکاتیب سلیمان" بہت بہت خطا ایسے ہیں جن کا لامتناہی تعلق کسی علمی مسئلہ سے نہیں بلکہ خالص وقتی، مکانی اور ذاتی احوال سے متعلق ہیں، لیکن اس کے باوجود ان کا طرز نگارش اتنا دلچسپ اور دلپسند ہے کہ ہم سے کم جو جیسا فتاری تو ان کے مطالعہ میں ہم تنہا ہو گیا، فی الحقیقت ایک ایسے حکم کا خاصہ ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ کسی بھی خشک سے خشک مضمون پر کچھ لکھے اس کی تمسیر میں دلچسپی کی کشش اور طاہریت ہوتی ہے، علاوہ ازیں ان خطوط میں صاحب خط کی شخصیت کے گہرے نقوش ابھرے ہوئے عکس ہوتے ہیں، اور ضمنی طور پر جگہ جگہ ان کے علم و کمال کی

رہے وہ خطوط جو براہ راست کسی علمی مسئلہ سے متعلق ہیں، تو بلاشبہ ان کی نوعیت نہایت قیمتی اور اہم مضامین کی ہے، مولانا کی خصوصیت تھی کہ جملہ مسائل میں عقول ملی، تاریخی اور عقلی استدلال ہی کو معتد م رکھتے اور کسی بھی مقدس ترین موضوع پر صرف حقیت اور جذباتی ظن و قیاس کو مقبول نہ سمجھتے، یہی وجہ ہے کہ ان کے پیش نظر خطوط میں ان کی متداول تصانیف کی طرح ہر بات کے لئے تاریخی عقلی اور نقیسی دلائل ہم رشتہ ملتے ہیں۔

مکاتیب سلیمان کا ایک پہلو ناظرین کے لئے یہی عبرت انگیز و سبق آموز ہے، مولانا سید سلیمان کے مکتوبہ الہیہ جناب مولانا مسعود عالم ندوی کو بعض معاملات میں مولانا موصوف سے اختلاف خیال رہا ہے، اور اختلاف بھی ایسا کہ معرکہ الآرا کہا جا سکتا ہے لیکن اختلاف خیال کو اپنی جگہ رکھتے ہوئے مولانا مسعود عالم ندوی جس سعادت مند سیوا و ادب و احتشام اور تحیر و دیانت کا ثبوت دیتے رہے ہیں، وہ اس زمانہ میں اپنی نظیر آپ سے یا دش بخیر... صاف بزرگوار کے درمیان بھی بہت سے مسائل و معاملات ماہ انتراع رہے ہیں، لیکن اختلاف و نزاع میں انھوں نے جس فراخ دہلی، دیانت اور لئہیت کا علمی ثبوت دیا وہی تمام اہل اسلام کہنے قابل اثناء ہے۔

ہم "مکاتیب سلیمان" کی اشاعت پر مکتبہ سپر ایچ فاہ کو مبارکباد پیش کرتے ہیں اور حضرت مرتبہ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے دعائے خیر کرتے ہیں۔

اسلام کا نظام مساجد

- مولفہ: جناب مولانا شافعیہ صاحبہ پورہ نوڈیہادی۔
- شائع کرنے والی: ندوۃ المصنفین اور بازار دہلی۔
- صفحات: ۲۲۲ سائز: ۳۱/۲۰ کھائی چھپائی معیاری، کاغذ سفید گلیڈ۔
- قیمت: ڈسٹ کور ساڑھے چار روپے۔

اپنے موضوع پر کتاب نہایت دلچسپ اور جامع ہے، مولف نے شروع میں ”مسجد“ کی تاریخی حیثیت پر بحث کرتے ہوئے انسان کے اجتماعی نظام اور باہمی موانعت اور حدود کے متعلق عقل و عقل کی روشنی میں بہت مفید باتیں کہی ہیں، ذیلی عنوانات کے تحت مولف نے تفصیل سے بتایا ہے کہ مساجد کی حیثیت عہد نبوی میں کیا تھی بعد میں کیا ہو گئی، کیا ہوئی یا پختے، بہت سے فقہی مسائل و جزئیات بھی مناسب موقعوں پر شامل مضمون ہیں، جو ضروری متعلقہ مسائل ذیلی عنوانات کے تحت نہ آسکے، انہیں آخر میں ایک مستقل عنوان کے تحت جمع کر دیا گیا ہے، آجکل ناواقفیت یا لاپرواہی کے باعث مساجد کے احکام سے عموماً جو غفلت برتی جاتی ہے اس پر بھی مولف نے مؤثر اثر اندازیں توجہ دلائی ہے، آیات قرآنی، احادیث اور مستند کتب فقہ سے بڑا مفید اور اصول پر مشتمل لکھا گیا ہے، ہم بالیقین کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے علم کی حد تک جتنی بھی کتابیں ”مسجد“ کے موضوع پر لکھی گئیں ان میں یہ کتاب ایک ممتاز مقام رکھتی ہے اللہ تعالیٰ مولف کو جزائے خیر دے اور ناشر کو ایسی مفید کتابیں شائع کرنے کی مزید توفیق عطا فرمائے۔

باوری عظیم حصہ دوم

- تالیف: جناب ابو الخالد الیم۔
 - شائع کرنے والی: مکتبہ جماعت اسلامی دہلی۔
 - صفحات: ۳۰۲ سائز: ۳۱/۲۰ کھائی چھپائی پسندیدہ کاغذ متوسط، ٹائٹل دورنگ۔ قیمت: ۸ روپے۔
- غالب اس کتاب کے حصہ اول پر تجلی میں تبصرہ آچکا ہے پیش نظر دو کے حصے میں آنکھوں کی بہت ترسے لیکر وصال تک کے حالات ہیں، متداول و ثقہ کتب سیرت میں جو حقائق نفیم صفحات

میں پھیلے ہوئے ہیں انہیں مولف نے بڑے دلکش و دلچسپ اور مؤثر طریقوں میں جامعہ اختصار پہنچایا ہے اور یہ اختصار اس کا کارہے کہ کوئی ضروری تفصیل اس سے چکر نہیں لگتی۔

یہ کتاب نہ صرف بچوں کے لئے درمی بنائے جانے کے قابل ہے بلکہ ہر اس شخص کے مطالعہ میں آنی چاہیے جو سیرت کے معتد بہ مطالعہ کا موقع نہیں ملا، کتاب کی پیشانی پر لکھی جوتی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سلسلہ تاریخ اسلام کی بیسیوں کڑی سے اور قابل مرکز کڑی درمگاہ داپور میں پڑھائی گئی جاتی ہے، بنیادی تعلیم کے لئے مکتبہ جماعت اسلامی داپور کی شائع کردہ مفید کتب پر تجلی میں ہر ماہ تبصرہ کیا گیا ہے، یقیناً پیش نظر کتاب اس مفید سلسلہ الذہب کی ایک قیمتی کڑی ہے، قیمت بھی بہت مناسب بلکہ مبالغہ کم ہے۔

آئینہ تاریخ حصہ اول

- تالیف: افضل حسین الیم۔
- شائع کرنے والی: مکتبہ جماعت اسلامی داپور۔
- صفحات: ۱۲۰ کھائی چھپائی عمدہ، کاغذ متوسط، ٹائٹل سردنگ، قیمت: ۱۲ روپے۔

یہ کتاب جماعت بھارت کی تاریخ پر مشتمل ہے، جو شہ تعلق اور اس کے حال نشینوں پر عا کرشم ہوئی ہے، کتاب میں ضروری نقشہ، فوٹو، کتبے وغیرہ شامل کئے گئے ہیں۔

کسی بھی زندہ زبان میں تاریخی کتب کی کمی نہیں، اردو میں بھارت پر بہت سی کتابیں موجود ہیں، ان کے ہوتے ہوئے بھی ہم یقین کے ساتھ کہیں کے کہ پیش نظر کتاب اپنی قسم کی پہلی کوشش ہے جو ہر طرح کامیاب ہے، ایسی تاریخیں تو ہیں بہت ملتی ہیں جنہیں خالص تاریخی نقطہ نظر سے لکھا گیا ہو، ایسی بھی کافی ہیں، بلکہ اکثر سیرت کے ساتھ ہیں کہ جن کی تالیف کسی خاص مفاد یا قوم پرستانہ نقطہ نظر و مصیبت یا تعاقب کے طور پر ہوتی ہو لیکن ایسی تاریخ بھارت کی تاریخ ایک بھی نہیں ملتی جو مذکورہ بالا دونوں نقساط نظر کو چھوڑ کر خالص اصولی و مفید نقطہ نظر سے لکھی گئی ہو، پیش نظر کتاب کی تالیف میں مولف کے سامنے انہی کی خدمت، نیک و بد کی تمیز اور خلعت و نور کا امتیاز ہے، قومی نسلی

دینی کتابیں

عربی عثمانی زبان رسالیتیں | اس کتاب میں ان جماعتوں کا حال ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئیں۔ اس کے مطالعہ سے یہ جانتے ہیں بہت مدد ملے گی کہ اسلام اس قدر جلد کو کب شہرہ شہر اور گاؤں درگاؤں پھیلا۔ کتاب احادیث اور معتبر تالیفات سے مرتب کی گئی ہے۔ قیمت صرف آٹھ آنے ۸

جشن ولادت رسول | یہ ایک مجموعہ مضامین ہے جس کی فوری ذیل حضرات کے مضامین شامل ہیں۔ ۱۔ علامہ شبلی نعمانی (۲۵) مولانا ابوالکلام آزاد (۳) مولانا ابوالاعلیٰ مودودی (۴) علامہ مونس جارا اللہ (۵) علامہ سید ابوالنظر منوئی (۶) جناب رگو تپتہا وغیرہ یہ مجموعہ اہل ایمان کے لیے فخر سے روحانی اور اہل علم کے لیے مشغول تھیں ہے۔ قیمت ایک روپیہ چار آنے ۴

اسلامی زندگی | یوں تو اسلامی احکامات عظیم جلدات میں موجود تھے ہیں لیکن سب کا حاصل حصول جو کچھ ہے اس کو نہایت مختصر مگر جامع اور دل کش انداز میں یکجا کیا گیا ہے۔ اسلامی زندگی کے شائقین ضرور مطالعہ فرمائیں۔ قیمت صرف ۵

خواتین اسلام کی بہادری | یہ من گھڑت افسانے نہیں بلکہ تاریخ وہ سچے واقعات ہیں جن پر بہترین اور مستند تاریخی کتابیں تصدیق فرماتے ہیں افروز واقعات کے ساتھ تاریخی حوالے بھی ملاحظہ فرمائیے۔ قیمت ۸

کتاب الصلوٰۃ | امام الحدیث حضرت امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی بہادری کے لیے بہترین مشعل ہے ترجمے کے ساتھ حضرت امام کی حیات مبارک پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ اور فقہ حنفی قرآن و سلسلہ میں امام صاحب جو عظیم کالیف تھائیں انکا پورا حال اثرانگیز طریقہ پر درج کیا ہے۔ شریعت کی تفسیر اور ملاحظہ فرمائیں۔ قیمت مجلد غیر

اسباب نزال امت | ادنیٰ سے اسلام کو لا جواب بنی آدم میر شکیب اسرسلانی کی شہرہ آفاق تصنیف اردو زبان میں مسلمانوں کی زبانوں کا صرف عربی ہی نہیں اس کا علاج بھی ہو چکا ہے جس کی یہ بہترین تصنیف اس لائق ہے کہ ہر پڑھا لکھا مسلمان ایک بار ضرور اس کا مطالعہ کرے۔ قیمت مجلد ۴

حکایات صحابہ | صحابی خردوں اور عورتوں بچوں کے سبق آموز اور ایمان افروز واقعات جن کے مطالعہ سے دلچ انداز اور سید کشادہ ہوتا ہے۔ تازہ ایڈیشن عمدہ کتابت و طباعت اور سفید کاغذ پر خوبصورت گروپوش۔ ۲ روپیہ ۲

مباحثہ شاہچہانپور | اباجہ حضرات جانتے ہیں کہ مولانا محمد قاسم صاحب نے انوکھی نظر سے لکھے اور ہمیشہ فخر ہوتے۔ ان کے ایک ایم اور عربیہ غریب مناظرے کی دلچسپ تفصیل مباحثہ شاہچہانپور میں ملاحظہ فرمائیے۔ دلائل اور انداز بحث پر آپ عجب عجب نگر جائیں تو ہمارا ذمہ۔ قیمت صرف ۵

تعلیم الدین داروں | بہت آسان اردو میں دین کے ضروری احکامات کی دلنشین تشریحات شرک و بدعت کی تفصیل۔ تصورات کے نکات پر معلومات انگیز روایت، تصویب صحیح اساج اور دیگر اہم مباحث خوبصورت ڈشکوریج جلد۔ قیمت ایک روپیہ بارہ آنے ۱۲

اصول الصوم (اردو) | از حضرت مولانا اشرف علی تھانوی۔ زندگی کے ہر شعبہ میں بے شمار رسمیں اور طریقے ایسے رائج ہو گئے ہیں کہ جو فی الحقیقت غیر اسلامی ہیں لیکن ہم لامعلومی کے سبب ان کی برائی سے بدانتہا نہیں۔ ایسے ہم دروج کی اصلاح کیلئے حضرت حکیم الامت کی تصنیف میں مباحثہ ہے۔ زبان عام فہم سلیس۔ آخر میں رسالہ صحافی معاملات بھی شامل ہے۔ کتاب جلد ہے۔ مع خوبصورت رنگین ڈشکوریج۔ ۲ روپیہ ۲

تاج کینی لہو کے چہ نادر تاج

قرآن مترجم ۱۰ - ترجمہ شاہ عبدالقادر۔ حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن۔ سائزہ چوڑائی ساٹھ انچ

لیبائی ہاشمت کے کچھ صفحہ ۱۱۲۴ آغاز میں رومن اور قافلہ سواروں کی فہرست۔ کاغذ آرٹ۔ ٹائٹل پیر و گانہ تمام چھپائی دورنگی ہر صفحہ پر حسین بیل۔ جلد سالم کریم خوشنما جبرہ نہری ڈائی ہیر۔ ہدیہ چودہ روپے۔

قرآن مترجم ۱۱ - ترجمہ تفسیر سائزہ ساٹھ انچ لیبائی چھ انچ چوڑا۔ صفحہ ۹۸۴ چھپائی دورنگی

مجلد چرمی۔ ہدیہ آٹھ روپے۔

قرآن مترجم ۱۲ - ترجمہ شاہ رفیع الدین محدث دہلوی حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن۔ سائزہ ساٹھ انچ

لیبائی چھ انچ چوڑا۔ جلد کریم۔ تمام چھپائی دورنگی۔ حروف بہت ہی صاف اور اعراب واضح خاص لٹا خاص چہرے۔ ہدیہ ساٹھ روپے آٹھ آنے

قرآن بلا ترجمہ ۱۳ - تمام کی تمام سونگئی چھپائی ہر صفحہ پر بہت ہی نفیس لیل کاغذ عمدہ۔ حروف روشن۔ جلد نفیسی۔ سائزہ ساٹھ انچ چوڑا۔ ہدیہ پندرہ روپے۔

قرآن بلا ترجمہ ۱۴ - سائزہ چھوٹا۔ لیبائی ساتھ انچ چوڑائی پانچ انچ ساٹھ انچ تمام چھپائی دورنگی جلد کریم

ہدیہ ساٹھ روپے چار روپے لٹیر۔

صائل بلا ترجمہ ۱۵ - بہت چھوٹی لیکن صاف حروف والی۔ جیب میں بخوبی آجانے

والی۔ جلد کریم۔ ہدیہ تین روپے۔

مجموعہ ظائف مترجم ۱۶ - سورہ یونس۔ نوح۔ انبیاء اقصیٰ ملک منزل۔ فجر۔ وادی الطغیٰ لانزلح

القدر۔ العصر۔ ہفتہ مکمل شش تہل۔ اسرار الحسنى۔ دعائے گنج العرش۔

درد تاج۔ درد کھی۔ حمد نامہ۔ درد مستغاث۔ درد الکریم و قاسم۔ ست نکالاجواب سائل نفیس دورنگی چھپائی کاغذ آرٹ جلد کریم چھپائی

مجموعہ ظائف بلا ترجمہ ۱۷ - ہدیہ سب سو دس دفعہ جو ترجمہ میں پیر سائزہ اس چھوٹا ہے

ہدیہ ایک روپیہ بارہ آنے

تعلیم الاسلام تاج ۱۸ - مشہور زمانہ کتاب بھی تاج کینی نے اپنے مخصوص سلیقہ و طراویں کے ذریعہ چھپائی ہے۔ چار حصوں کا مکمل سیٹ عمدہ جلد شکر

پنج سورہ مترجم ۱۹ - انہایت اعلیٰ کاغذ اور کئی رنگ کی نفیس چھپائی قابل دید تحفہ ہے۔ ہدیہ تین روپے چار روپے۔

یازدہ سورہ مترجم ۲۰ - یہ بھی پنجوں کی طرح عجیب حسن جمال کا مرقع ہے۔ ہدیہ ساٹھ تین روپے۔

مناجات مقبول ۲۱ - مشہور و مقبول تحفہ ہے جس میں دعاؤں کے مع قرأت عند اللہ وصلوٰۃ الرسول بی بی

فرد کا نسب طریقہ اور ہر دن کے لئے منزلیں وغیرہ مقرر کر دی گئی ہیں منقولہ مناجات اور دیگر تمام اضافات شامل کتاب ہیں۔

حسن صورت کے لئے لیس تاج کینی لاہور کامیاب سلسلے رکھتے۔ قیمت مجلد تین روپے آٹھ آنے۔

سہ ماہ مترجم ۲۲ - بہت خوبصورت دورنگی چھپائی۔ کاغذ آرٹ۔ ٹائٹل دورنگی خوش نما۔ قیمت صرف آٹھ آنے

نوٹ۔ قرآن و صحائل کے آرڈر میں وہ نمبر ضرور تحریر فرمائیے جو اوپر نام کے ہمراہ دیئے گئے ہیں۔ طلب میں جلدی کیجئے۔ یہ تحائف زیادہ دنوں

میں پہنچنے مشکل ہیں۔ نیچر

مکتبہ تجلی دیوبند۔ ضلع سہارنپور (دیوبند)

بہت نسیم (اردو)

فضائل رسول اللہ - فضائل درود شریف - درود شریف کے نبوی اور خردی مناخ - حکایات متعلقہ برکات درود - آداب احکام درود - خاص اوقات - خاص مقامات - نکات درود و سلام - درود شریف برائے زیارت - حدیث و آثار کی روشنی - درود شریف پر تفصیلی کلام حضرت مولانا اعجاز علی شیخ الادب اور حضرت مفتی محمد شفیع صاحب سائق صدر مفتی دارالعلوم دیوبند اس کتاب کی بہت تعریف فرمائی ہے جو شروع میں درج ہے۔ قیمت عدد (مجلد ہجری)

تفسیر دلپذیر

مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی وہ مشہور آفاق کتاب جو عرصہ تک گایاب تھی اور اب زبردستی سے آراستہ ہو کر قابل نظر آ رہی ہے۔ مولانا موصوف کی تفسیحات کا مطالعہ کرنے والوں کیلئے آپ کا عیب فریب، لٹین ماورقہ کن انعامیہ محتاج تعارف نہیں۔ تقریر دلپذیر میں اپنے اسلامی حقیقت کو دنیا کے تمام مذاہب کے مقابل میں عقل و نقل کی اہل و عیالوں کی طرح ثابت کیا ہے کہ محنت و محنت و محنت و محنت اسلامی بھی اگشت و دندان ہے لیکن ہمیں وہ سکنا۔ گویا کتاب ایک تقابلی تفسیر ہے جو کاملاً مسلمان کیلئے بہت مفید ہوگا قیمت (مجلد ہجری)

فیصلہ کن مناظرہ

از مولانا منظور نعمانی

دیوبندیت اور برہنیت کے درمیان ایک معرکہ الالاکلام - درود کا درود پانی کا پانی - وہ واضح اور شل گفتگو جس کے بعد حق و باطل کے امتیاز میں کوئی ریب و شک باقی نہیں رہتا۔ صفات صحت قیمت ایک روپیہ۔ (مجلد ہجری)

مصباح السالکین (اردو)

شریعت و طریقت کی تفصیلات، شجرات اسلام - مناجات و وظائف - اذکار اور تعویذات و احزاب - دعائیں اور نقلیں قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔ (مجلد روپے چار آنے)

اوراد رحمانی و اذکار سبحانی

مگر آن وحدیث سے مستنبط و نظیف - الفاظ اثرات و خواص - ذات و صفات کی تشریح و توضیح صحیح ترین تعداد اوقات اور طریقے - قیمت صرف ایک روپیہ

امام اعظم ابوحنیفہ کی مفصل سوانح حیات

سیرۃ النعمان

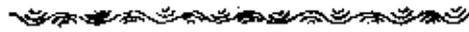
از علامہ شبلی نعمانی

مناظروں کی اکثریت امام ابوحنیفہ کی پوری زندگی کو لوگ ہیں جو دین کے اس باطل میل کی سوانح حیات کا واقف ہوں۔ سیرۃ النعمان ہی کی کو پورا کرتی ہے۔ اس میں آپ کی زندگی کے مفصل حالات اور صحیح ایمان و قرون و اوقات اور ہر نکتہ اور چپ کا تلفیح کیے گئے ہیں۔ قیمت درود روپے (مجلد تین روپے)

بلوغ المشرام

یہ علامہ حافظ ابن حجر کی مشہور آفاق تصنیف ہے۔ جس کی اصل اور اردو ترجمہ ایک ساتھ شائع کیا گیا ہے ابن حجر کا اہل علم میں کیا درجہ ہے۔ باوجود حضرت پر مشید نہیں۔ آپ کی یہ تصنیف بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد اور دیگر مستند کتب احادیث سے منتخب کیے گئے دینی احکام کا گلدستہ ہے جو کہ وہ میں دریا کے مراد ہے۔ کم تعلیم یافتہ اور زیادہ پڑھے لکھے دونوں اس عجیب کتاب کی براہ راست مرہ اٹھا سکتے ہیں۔ قیمت مجلد آٹھ روپے

بخاری شریف اردو مکمل



جہاں تک ہمیں علم ہے اس کتاب بعد کتاب اللہ دس قرآن کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب بخاری شریف کا نام لگتا ہے اور ترجمہ اگرچہ شائع نہیں ہوا ہے پہلی اور نہایت مبارک کوشش ہے جو ”اصح المطالع کراچی“ نے کی ہے۔ امام بخاری کی جمع کردہ ۲۴۵ حدیثوں کا سلیس اور قابل اہتمام ترجمہ پاکیزہ طبعیت و کتابت سے اسے سفید کاغذ پر آپ مکتبہ تجلی دیوبند سے حاصل کر سکتے ہیں، تین حصوں پر مشتمل ہے، پہلی قیمت صرف چوبیس روپے ہے، جلد دوم کی قیمت چوبیس روپے، جلد تیسری کی قیمت چوبیس روپے، ہر حصہ الگ الگ بھی طلب کر سکتے ہیں، اس صورت میں فی حصہ نو روپے قیمت ہوگی (جلد تیسری گیارہ روپے)

موطأ امام مالک متحرر (عربی مع اردو)

”موطأ امام مالک“ احادیث نبوی کا وہ پیش بہا ذخیرہ ہے جسکو سالہا سال امام مالک نے ہر کسوٹی پر پرکھ کر اپنی جمع کردہ احادیث سے انتخاب فرما کر مسلمانان عالم کیلئے مرتب کیا، کتاب اصل عربی یا اعراب اور اس کے مقابل اردو ترجمہ از علامہ حمید الزماں مع ضروری نوادر اس عمدگی کے ساتھ طبع ہوئی ہے کہ آج تک اس کی طبعیت و کتابت ایسا حتیٰ ادا نہ ہوا ہے جو اس کا صفحہ ۱۶۲ کا خدا علیٰ کونین ہدیہ بلا جلد بارہ روپے، جلد دوم کی تیرہ روپے (جلد تیسری وہ روپے)

مشکوٰۃ شریف (اردو)

چھترار سے ذاتہ احادیث نبوی کا پیش بہا ذخیرہ یعنی حدیث کی گیارہ کتابوں، بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی، مسند امام احمد، سنن امام مالک، امام شافعی، بیہقی اور دارمی کا موطأ۔ اس کتاب میں مشکوٰۃ عربی کی تمام احادیث کا مکمل ترجمہ مع ضروری تشریحات کیا گیا ہے اور حاشیہ پر بھی عنوانات قائم کر دیئے گئے ہیں، دو جلدوں میں کامل ہے، کاغذ سفید، کامل ہدیہ بلا جلد سولہ روپے اور جلد دوم کی اٹھارہ روپے (جلد اولیٰ میں چوبیس روپے)

ترمذی شریف (اردو)

بخاری و موطأ امام مالک کے بعد اب صحیح سنی کی مشہور کتاب ترمذی شریف کا بھی اردو ترجمہ چھپ کر تیار ہو گیا ہے، سفید کاغذ کاغذ نفیس طبعیت و کتابت، حصہ اول جلد میں ہے، حصہ دوم جلد میں روپے، دونوں حصے ایک ہی وقت طلب کریں تو انیس روپے

DURR E NAJAF

دُرِّ نَجَفِ



دھات کا سرمہ امیں مضبوطی
او اکیں سڑیوں کا بادشاہ

- درست نگاہ والے بھی اسے استعمال کرتے ہیں، کیونکہ یہ آخری عمر تک نگاہ کو قائم رکھتا ہے۔
- بدایات ساتھ بھی جاتی ہیں۔ عمدہ پکینگ مضبوط اور نازک۔
- لوٹ بہ خالص جستی کیسیانی سلانی ۲ میں طلب کیجئے۔

- اندھے پن کے سوا آنکھوں کی تمام بیماریوں کا تیر بہ تیر علاج
- دھند، موتیا، جالاج، رتوند، پڑبال اور سرفی وغیرہ کے لئے حقیقتاً شفا۔
- بارہ سال سے بے شمار آنکھوں کو قائمہ یہ پتیار ہے۔

چند تعریفی خطوط کی نقلیں ملاحظہ فرمائیے

یہ رائے دو گالہ اس سرمہ کو استعمال کریں۔
سہا بوجوال اسمران سناصل عظم مراد آباد، وزیر کوٹھل
میں سے سرمہ نجف کا استعمال کیا نہایت مفید پایا۔
خانہ بہادر مولوی حاجی حکیم محمد علی خاں صاحب
عرف مکہ میاں رئیس اعظم
سرمہ نجف بہت عمدہ سرمہ ہے جس نے بہت سے شخصوں
کو دیا۔ انھوں نے استعمال کیا اور بے حد تعریف کی۔

میں پتیار ہوں۔
اکثر ظفر یا رخاں سناصل امیں آئی آئی ایس ایم آئی
ڈس انولٹری سوجن لکھنؤ
سرمہ نجف آنکھوں کی بیماریوں کیلئے بہت فائدہ مند ہے
میں نے بہت سے مریضوں پر استعمال کیا۔ اس کے
استعمال سے آنکھوں کی روشنی میں ترقی ہوتی ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی
صدر لجنہ تحریک اہل حدیث
ارشاد فرماتے ہیں۔ آپ کا سرمہ اس وجہ مفید ہے کہ
اس کی توجیف میں آپ جو چاہیں میری طرف سے لکھیں
میں اس کی تصدیق کروں گا۔

ایک تولہ پانچ روپے۔ ۶ ماشہ تین روپے
ایک ساتھ تین شیشیاں منگائے پرمصلوڈاک سنا
ایک یاوشیشی پر ایک ہی نھول صرف ہوگا،
یعنی جو سرمہ کی قیمت کے علاوہ ہے۔

حکیم کنہیا لال صاحب وید بہار پور
سرمہ نجف اکثر بچوں کو دیا گیا اور اس کے استعمال
سے ان کو فائدہ پہنچا۔ سرمہ نجف آنکھوں کے امراض کے
واسطے نہایت مفید ہے۔ میں جنگ سے سفارش کرتا ہوں
کہ اسکے استعمال سے فائدہ اٹھائیں۔

مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح تحریر فرماتے ہیں
میں نے سرمہ نجف استعمال کیا اور دوسرے اعزاء کو
استعمال کرایا تیل اسکے بہت سے شرسے میں نے استعمال
کئے سب سے اچھا اور بہتر اسے پایا۔ مجھے امید ہے کہ شخص
اسکو استعمال کرے گا وہ میرے بیان کی تصدیق صرف
زبان سے نہیں بلکہ آنکھوں سے کرے گا۔

ڈاکٹر انعام الحق صاحب ایل ایم ایس بیوٹیک
ایف۔ آر۔ سی۔ بی۔ ایس۔ رئیس مارہرہ
میں نے سرمہ نجف کو اپنے بہت سے مریضوں پر استعمال کیا
آنکھوں کے امراض میں مفید پایا یا جس ہمیشہ ہر شخص کو

مولانا قاری محمد طیب صاحب انجم العلوم دیوبند تحریر فرماتے ہیں
میں نے یہ سرمہ استعمال کیا۔ آنکھوں کو تقریر اور چلائیے
میں مفید پایا۔ امید ہے کہ اہل بصیرت اس بصارت افزا
سرمہ کا استعمال کر کے اسی نتیجے پر پہنچیں جس پر اب تو تجربے کے

انکے علاوہ بھی اور بہت سے خطوط موجود ہیں

ہندوستان کا پتہ:- دارالفیض رحمانی دیوبند۔ ضلع سہارنپور۔ دیوبند

پاکستان کا پتہ:- شیخ سلیم اللہ صاحب، جٹ لیڈ انسٹرکراچی سپاکستانی حضرات اس پتہ پر قیمت سرمہ مع حصول ڈاک کالہ کر کے ریہ سنی آرڈر میں بھیجیں